ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

26 اپریل تا 2 مئی 2001ء

☆ طالبان قیادت ـــــ خلوص وسادگی کی زندہ مثالیں (اداریہ)

☆ بلدیاتی نظام میں خواتین کی نمائندگی: خاندانی نظام کی تباہی (امیر تنظیم کا خطاب)

☆ ندائے خلافت فورم کے زیر اہتمام منعقدہ سیمینار کی اجمالی رپورٹ

ایک قابل صد احترام وراثت!

ہم نے ماضی اور زمانۂ حال کی تاریخوں میں بہ کثرت ایسی کوششوں کا حال دیکھا ہے، جو باوجود اس کے کہ اخلاص، شجاعت، ایمان اور سرگرمی پر مبنی تھیں، ان کے علم برداروں اور رہنماؤں کے اخلاص میں کوئی شک نہیں، ان کے پیروؤں نے بھی ایثار وقربانی اور مہم جوئی میں کوئی کمی نہیں کی، یہ تحریکیں (منظّم اور مضبوط حکومتیں کے مقابلہ میں) ناکام رہیں۔ تاریخ میں یہ انوکھی مثال اور اس دنیا کے نظامِ تکوینی اور قانونِ فطری میں کوئی حیرت کی بات نہیں ہے، لیکن سیاسی اور مادی نتائج کے لحاظ سے ناکامی کے باوجود ان تحریکوں نے اسلام کی روح ومزاج کے بقاء وتسلسل میں بڑا اہم کردار انجام دیا ہے، کیونکہ ان اقدامات نے تاریخ میں اسلام کی عظمت اور اس کی حیثیت کو نمایاں کر دیا۔ اگر اس طرح کے واقعات عہد بہ عہد کچھ وقفوں سے پیش نہ آتے تو اسلامی تاریخ نفس پرستی، خودرائی، نفع اندوزی، مطلق العنان سلاطین کے جور واستبداد اور خودغرض افراد کے استحصال وموقع پرستی کی ایک مسلسل داستان ہوتی، لیکن ان سرفروش قائدین اور ان کے صاحب ایمان وعزیمت متبعین نے اپنی جانیں خطرہ میں ڈال کر آنے والی نسلوں کے لئے روشنی کے ایسے مینارے قائم کر دیئے جن کے ذریعے تاریخ کے دھندلکے میں ایمان کی روشنی جگمگاتی اور بعد میں آنے والی نسلوں کو راستہ دکھاتی رہی ہے، اور ان کو اسلام کی فروسیت سابقہ کی یاد دلاتی اور باطل کا مقابلہ کرنے کی ہمت بخشتی رہی، اور اس نے اسلام کی غربت، اور حدود وقوانین اسلام کے تعطل پر خلش کو زندہ رکھا۔

یہ ایک قابل صد احترام وراثت ہے جو مسلمانوں کے لئے قابل فخر ہے۔

(مولانا ابوالحسن علی ندوی کی کتاب ''المرتضٰی'' سے اقتباس)

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ البقرۃ (۱۴)

﴿وَالَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۚ وَبِالۡاٰخِرَۃِ ھُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ۝﴾

''اور وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں اس پر جو نازل کیا گیا (اے محمدؐ) آپ کی طرف اور جو نازل کیا گیا آپ سے پہلے اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں''۔

مومنین و متقین کی ایک خاص صفت وسعتِ قلبی ہے کہ وہ نہ صرف حضور ﷺ پر نازل شدہ کتاب قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ وہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ تک جو بھی کتب اور صحیفوں کی صورت میں ہدایت آسمانی کا نزول ہوا اس سب پر ایمان لاتے ہیں۔ اہل ایمان کسی تنگ نظری میں مبتلا نہیں ہوتے بلکہ وہ حق کے جویا اور متلاشی ہیں، حق جہاں سے بھی ملے اسے قبول کرتے ہیں۔ یہاں مومنین کی اعلیٰ ظرفی اور وسعت قلبی کا ذکر کرنے کے ساتھ ایک اعتبار سے یہود و نصاریٰ پر تعریض و تنقید بھی کی جا رہی ہے کہ وہ صرف اپنی (تحریف شدہ) آسمانی کتب اور صحیفوں کو ہی مانتے ہیں، اس کے علاوہ ہدایت سماوی کے نقطۂ عروج قرآن مجید سمیت دیگر کسی آسمانی ہدایت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

﴿وَبِالۡاٰخِرَۃِ ھُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ﴾ اہل ایمان کی ایک اور صفت یہ بیان کی جا رہی ہے کہ وہ آخرت پر پختہ یقین رکھتے ہیں۔ ''آخرۃ'' کا لفظ قرآن مجید میں کثرت سے آیا ہے، اس کے معانی ''آخری''، پچھلی اور بعد میں آنے والی'' کے ہیں۔ یہاں اس سے قبل ایک لفظ ''الحیاۃ'' محذوف مانا جائے تو ''الحیاۃ الاخرۃ'' سے مراد اُخروی زندگی ہے یعنی وہ زندگی جو اس دنیوی زندگی کے بعد آنے والی ہے۔ دنیوی زندگی کو قرآنی اصطلاح میں ''الحیاۃ الدنیا'' اور ''نشاۃ اولی'' کہا جاتا ہے جبکہ آخرت یعنی مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کیلئے نشاۃ آخرۃ، الدار الآخرۃ اور الحیاۃ الآخرۃ کے الفاظ آئے ہیں۔

نوٹ کیجئے کہ اب تک تو مختلف ایمانیات کے ضمن میں ''یُؤۡمِنُوۡنَ'' کا لفظ آیا تھا لیکن یہاں آخرت کی اہمیت واضح کرنے اور اس میں مزید گیرائی و گہرائی پیدا کرنے کیلئے ''یُوۡقِنُوۡنَ'' کا لفظ لایا گیا ہے۔ جملے میں مزید تاکید پیدا کرنے کیلئے ''ھُمۡ'' کی ضمیر لائی گئی ہے، اگرچہ بات تو اس کے بغیر بھی پوری ہو رہی تھی کیونکہ ''یُوۡقِنُوۡنَ'' میں ضمیر فاعلی موجود ہے۔ علاوہ ازیں ﴿وَبِالۡاٰخِرَۃِ ھُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ﴾ میں ''آخرۃ'' کو مقدم کیا گیا ہے، اس سے بھی مزید تاکید اور حصر کا اسلوب پیدا ہو گیا ہے۔

واضح رہے کہ اصولی اور نظری اعتبار سے تو اصل ایمان، ایمان باللہ ہی ہے۔ ایمان بالرسالت اور ایمان بالآخرت اس کی شاخیں ہیں۔ ان دو ایمانیات میں قانونی اعتبار سے تو اہم ترین ایمان بالرسالت ہے تاہم انسان کے عمل و اخلاق کی درستی کے حوالے سے اصل اہمیت ایمان بالآخرت کی ہے۔ جب انسان کو یقین ہو گا کہ مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنا ہے اور پھر تمام اعمال کی جزاء و سزا ہو کر رہے گی تو انسان ہر قدم پھونک پھونک کر اٹھائے گا اور زبان سے ایک ایک لفظ نکالنے سے پہلے تولے گا کہ یہ لفظ مناسب ہے یا نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آخرت کے دن کی جزاء و سزا کا احساس ہی ہے جو انسان کو برے کاموں سے باز رہنے، اچھے اعمال بجا لانے اور آپس کے معاملات میں اچھی روش اختیار کرنے کی طرف مائل کرتا ہے، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔

یقین پیدا کر اے ناداں، یقین سے ہاتھ آتی ہے
وہ درویشی کہ جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری

چوھدری رحمت اللہ بٹر

اللہ کی رسی

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: «اٰمُرُکُمۡ بِثَلَاثٍ وَاَنۡھَاکُمۡ بِثَلَاثٍ اٰمُرُکُمۡ اَنۡ تَعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَاَنۡ تَعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا وَتَسۡمَعُوۡا وَتُطِیۡعُوۡا لِمَنۡ وَّلَّاہُ اللّٰہُ اَمۡرَکُمۡ وَاَنۡھَاکُمۡ عَنۡ قِیۡلٍ وَّقَالٍ وَکَثۡرَۃِ السُّؤَالِ وَاِضَاعَۃِ الۡمَالِ» (رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے مسلمانو! میں تمہیں تین چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور تین چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور یہ کہ اللہ کی رسی (قرآن مجید) کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو اور سنو اور اطاعت کرو اس شخص کی جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے معاملے کا والی بنایا ہو۔ اور میں تمہیں روکتا ہوں باتیں بنانے سے، زیادہ سوال کرنے سے اور مال کو ضائع کرنے سے''۔

نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کتنے جامع ہیں کہ مختلف پیرائے میں دین کے تقاضے مختصر الفاظ میں سامنے آ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور وہ اس طور پر کہ اس میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کیا جائے، یہی اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اگر پورا ہو جائے تو تمام حقوق کی ادائیگی پوری ہو جاتی ہے۔ اور یہی سب سے کٹھن معاملہ ہے۔ انسان کا نفس، بگڑا ہوا معاشرہ اور باطل نظام قدم قدم پر اس بندگی میں حائل ہو جاتا ہے اور اصل میں باقی دو چیزیں اس حق کی ادائیگی کے لئے ضروری ہیں۔ قرآن مجید کو اگر سمجھ کر پڑھنے کا معمول بنا لیا جائے تو وہ انسان کو ہر وقت یاد دلاتا رہتا ہے کہ تمہاری حیثیت کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا تم پر کیا حق عائد ہوتا ہے۔ پھر اللہ کے دین کے غلبے کے لئے اگر کسی اجتماعیت میں انسان شامل ہو کر اس کے امیر کی ہدایات پر عمل پیرا ہو تو یہ پابندی بھی اسے اللہ تعالیٰ کے حقوق کی پابندی کا خوگر بنا دیتی ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ان تین باتوں کا حکم فرمایا ہے۔ انہی احکامات سے غفلت انسان کو ان تین معاملات میں ملوث کرتی ہے جن سے روکا گیا ہے۔ انسانی نفس جب کسی معاملہ میں حکم کی بجا آوری سے کنی کتراتا ہے تو پھر مختلف سوالات اور قیل و قال کا سہارا لیتا ہے تاکہ معاملہ الجھ جائے اور عمل کی نوبت نہ آئے بلکہ مختلف بہانوں سے نفس کو تسلی ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں اہل جہنم سے جب پوچھا جائے گا کہ کس پاداش میں تم یہاں تک پہنچے تو وہ باقی چیزوں کے ساتھ یہ اعتراف بھی کریں گے کہ ہم زیادہ وقت بس بحث و مباحثہ ہی میں ضائع کیا کرتے تھے۔ ''کُنَّا نَخُوۡضُ مَعَ الۡخَآئِضِیۡنَ''۔ اور اس میں خاص کر اجتماعیت پر مختلف اعتراضات انسان کو مطمئن کر دیتے ہیں کہ اصل قصور دوسروں کا ہے، حالانکہ خود وہ کچھ بھی نہیں کر رہا ہوتا۔ مال کا ضیاع بھی یہی ہے کہ لہو و لعب اور بے مقصد محفلوں کے انعقاد پر مال خرچ کیا جائے اور حقوق کی ادائیگی پر خرچ کی نوبت نہ آئے۔ اسراف و تبذیر کے ذریعے انسان اپنی برتری کا اظہار کرتا ہے اور اس کے لئے مختلف تقریبات کا اہتمام کرتا ہے اور اصل حقائق سے دور ہو جاتا ہے۔ ان چیزوں کو اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے باہم جوڑ دیا ہے کہ دونوں اطراف نظر رہے۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریکِ خلافت پاکستان کا نقیب

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

جلد 10 شمارہ 14

26/اپریل تا 2/مئی 2001ء

(یکم تا ۷ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ)

بانی : اقتدار احمد مرحوم

مدیر: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: فرقان دانش خان

معاونین: مرزا ایوب بیگ ' مرزا ندیم بیگ
نعیم اختر عدنان ' سردار اعوان
انور کمال میو

نگران طباعت : شیخ رحیم الدین

پبلشر: اسعد احمد مختار ' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور
مقامِ اشاعت: 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 03-5869501 فیکس: 5834000
E-Mail:anjuman@tanzeem.org
Website:www.tanzeem.org

قیمت فی شمارہ : 5 روپے

زرِ تعاون (اندرونِ پاکستان) :
سالانہ 225 روپے' ششماہی 120 روپے

سالانہ زرِ تعاون (بیرونِ پاکستان):
☆ ایران' ترکی' اومان' مسقط' عراق' الجزائر' مصر
700 روپے (12 امریکی ڈالر)
☆ سعودی عرب' کویت' بحرین' قطر' امارات' بھارت'
بنگلہ دیش' افریقہ' ایشیا' جاپان' یورپ
900 روپے (15 امریکی ڈالر)
☆ امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا' نیوزی لینڈ
1400 روپے (25 امریکی ڈالر)

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حافظ عاکف سعید

طالبان قیادت ــــ خلوص و سادگی کی زندہ مثالیں

اپنے پہلے دورۂ افغانستان سے واپسی پر امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان' محترم ڈاکٹر اسرار احمد دامت برکاتہ نے قرآن آڈیٹوریم لاہور میں اپنے ہفتہ وار درسِ قرآن کے اختتام پر دورۂ افغانستان کا اجمالاً ذکر کرتے ہوئے طالبان کی اعلیٰ قیادت کے بارے میں اپنے اس گہرے تاثر کا اظہار کیا کہ وہ دَورِ صحابہؓ اور قرونِ اولیٰ کی سادگی کا ایک جیتا جاگتا نمونہ ہیں۔ ملا عمر مجاہد جنہیں امارتِ اسلامی افغانستان میں اعلیٰ ترین منصب یعنی امیر المؤمنین کا مقام حاصل ہے' سے اپنی ملاقات کا تذکرہ کرتے ہوئے امیر تنظیم نے فرمایا کہ ان سے ملاقات اس حال میں ہوئی کہ وہ بالکل سادہ لباس میں ملبوس' ایک عام سی چادر اوڑھے مسجد کے برآمدے میں اُن کے استقبال کے لئے اس شان سے کھڑے تھے کہ عام آدمی میں اور ان میں امتیاز مشکل تھا۔ کچھ یہی معاملہ دیگر وزراء حکومت اور عمائدین کا نظر آیا۔ واقعہ یہی ہے کہ تکلف' تصنع اور غیر ضروری ظاہری رکھ رکھاؤ سے کوسوں دور اور ''سید القوم خادمھم'' کی عملی تصویر دیکھنا اگر کسی کے پیش نظر ہو تو وہ طالبان قیادت کو دیکھ لے!

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آج سے ڈیڑھ ہزار سال قبل جب پورے کرۂ ارض پر ملوکیت کا سورج نصف النہار پر چمک رہا تھا' پوری دُنیا سیاسی اعتبار سے صرف اُسی ایک نظام سے متعارف تھی' شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ اور شان و شوکت کے مصنوعی اظہار میں ایک دوسرے پر بازی لے جانا ہی بادشاہوں کے نزدیک عزّ و شرف کا واحد معیار تھا' عوام کا ہر طرح سے استحصال کرنا بادشاہوں کا ''حق'' سمجھا جاتا تھا' خاتم النبیین' رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ ﷺ نے نوعِ انسانی کو وہ عادلانہ اور منصفانہ نظام عطا فرمایا کہ جس میں سربراہِ مملکت کی حیثیت مخدوم کی نہیں خادمِ قوم کی تھی۔ آنحضور ﷺ کے عطا کردہ نظامِ حکومت میں جس کا پورے طور پر اظہار دورِ خلافت راشدہ میں ہوا' خلیفہ وقت میں اور عام آدمی میں فرق کرنا مشکل تھا۔ لباس کا معاملہ ہو یا وضع قطع کا اور طرزِ معاشرت کا معاملہ ہو یا معیارِ زندگی کا' خلفاء راشدین کا نقشہ ایک اوسط درجے کے شہری سے مختلف نہ تھا۔ سرداران اور ذمہ دارانِ قوم کا اہم ترین اور نمایاں ترین وصف یہی سمجھا جاتا تھا کہ وہ عدل و انصاف پر قائم رہیں اور قوم کی خدمت گزاری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ماضی قریب کی تاریخ میں چشمِ فلک نے یہ منظر بھی دیکھا کہ انگریز کے دورِ اقتدار میں جب برِ عظیم پاک و ہند میں پہلی بار کانگریس کو بعض وزارتیں ملیں تو ہندو مہاتما' موہن داس کرم چند گاندھی نے اپنے وزراء کے سامنے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت کو بطورِ مثال پیش کیا۔

اگرچہ یہ بھی ایک مسلّم حقیقت ہے کہ گزشتہ چند صدیوں کے دوران نوعِ انسانی ''یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰؐ'' کے مصداق اس جانب بہت سا سفر طے کر چکی ہے اور عالمی سطح پر شخصی سلاطین کی جگہ سلطانیٔ جمہور کا زمانہ آ چکا ہے' تاہم سادگی اور خدمتِ قوم کے حوالے سے عظمتِ انسانی کے جو نقوش خلفاءِ راشدین نے ثبت کئے تھے تا حال جدید دنیا ان کی گرد کو چھونے سے بھی قاصر رہی ہے ـــ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا حال تو سب سے پتلا ہے کہ یہاں حکمران اپنی قوم کو سادگی اور کفایت شعاری کا درس دینے میں تو ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں لیکن خود اپنے اللوں تللوں' غیر ضروری سرکاری مصارف اور ٹھاٹھ باٹھ کے اظہار پر بے بہا خرچ میں نمایاں کمی کی کوئی قابلِ ذکر مثال آج تک قائم نہیں کر سکے' بلکہ قول و فعل کے اس تضاد کے باعث سادگی اور کفایت شعاری کے الفاظ ہی اپنی معنویت کھو چکے ہیں۔

طالبان کی قیادتِ عظمیٰ کی اس قابلِ تقلید مثال سے بھی اگر ہمارے حکمران اور ذمہ دارانِ قوم کوئی سبق نہ سیکھ سکے تو ملک کی داخلی صورتِ حال میں کسی بہتری کی توقع عبث ہی ٹھہرے گی۔ ○○

بلدیاتی نظام میں خواتین کی نمائندگی : خاندانی نظام کی تباہی

ندائے خلافت فورم کے زیراہتمام ۱۴/اپریل ۲۰۰۱ء کو قرآن آڈیٹوریم' نیوگارڈن ٹاؤن لاہور میں منعقدہ سیمینار سے

امیر تنظیم اسلامی' ڈاکٹر اسرار احمد کا صدارتی خطاب

اس سوال کا ذہنوں میں پیدا ہونا ایک فطری امر ہے کہ موجودہ نئے بلدیاتی نظام میں خواتین کی ۳۳ فیصد نمائندگی کیوں رکھی گئی ہے۔ حالانکہ امریکہ میں بھی کہ جسے جمہوریت اور جدید تہذیب کا امام سمجھا جاتا ہے' خواتین کے معاملے میں ایسا نظر نہیں آتا۔ پھر یہ کہ مذہب جمہوریت کا زندہ معجزہ بھارت شمار ہوتا ہے جو بہت ہی کم شرح خواندگی کے باوجود اس جمہوریت کو لے کر چل رہا ہے۔ لیکن وہاں بھی خواتین کا کوئی کوٹہ بلدیاتی یا ملکی سطح پر مخصوص نہیں۔ تو آخر یہ ہمارے ہاں کہاں سے آیا ہے؟ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس بات کو دو اعتبارات سے اچھی طرح سمجھ لیجئے۔ اس وقت عالمی سطح پر جو صورت حال درپیش ہے اس کے لئے علامہ اقبال کے دو اشعار ذہن میں لائیے ۔

دنیا کو ہے پھر معرکۂ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا
اللہ کو پامردیٔ مومن پہ بھروسا
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

دیکھئے اسلام اور قرآن کا فلسفۂ تاریخ یہ ہے کہ ازل سے لے کر ابد تک اس روئے ارضی پر حق و باطل کے مابین کشمکش رہی ہے اور رہے گی۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

یہ ابلیسیت اور انسانیت کے درمیان کشاکش ہے۔ آپ اندازہ کیجئے قرآن مجید میں سات مقامات پر قصہ آدم و ابلیس آیا ہے۔ یہ قصہ سورہ البقرہ' سورہ الاعراف' سورہ الحجر' سورۂ بنی اسرائیل' سورۃ الکہف' سورۂ طٰہٰ اور سورۂ صٓ میں مذکور ہے۔ اس میں ابلیس نے چیلنج دیا اور اللہ تعالیٰ سے اجازت لے لی کہ قیامت تک کیلئے میری زندگی کو طویل کر دیا جائے تو میں اس آدم کی نسل کو برباد کر کے چھوڑوں گا اور ثابت کر دوں گا کہ یہ اس منصب کا اہل نہیں تھا جو تو نے اسے عطا کیا۔

میرے نزدیک اس معرکۂ خیر و شر کا یہ اب آخری (فائنل) show down ہوگا۔ اور فی الوقت ابلیسیت کی دنیا میں نمائندہ اور آلہ کار یہودیت ہے۔ جیسے ابلیس حسد کی آگ میں جل کر بغاوت پر اتر آیا تھا' بعینہٖ وہی مرض یہودیوں کا ہے کہ دو ہزار برس تک وہ اس روئے ارضی پر اللہ کا نمائندہ رہے' محمد رسول اللہ ﷺ کی آمد کے بعد وہ معزول کر دیئے گئے اور امت مسلمہ اس منصب پر فائز کر دی گئی۔ سورہ البقرہ میں فرمایا ﴿حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ﴾ یہ حسد کی آگ میں جل رہے ہیں۔ یہ جو کشاکش چل رہی ہے اب یہ اپنی فائنل سٹیج پر ہے۔ اس کو میں اب آپ کے سامنے تین مراحل (steps) میں رکھوں گا۔

انسانی تمدن کی پہلی منزل یا پہلی سطح گھر کی چار دیواری ہے۔ معاشرتی نظام (فیملی سسٹم) اتنا ہی پرانا ہے جتنا انسان پرانا ہے۔ آدم اور حوا ایک خاندان تھے' وہیں سے انسانیت کا آغاز ہوا ہے۔ اس وقت ابھی کوئی اور اجتماعیت نہیں تھی۔

اس کے اوپر اگلی منزل اقتصادیات (معاشیات) کی ہے۔ معاش کیلئے کچھ بھاگ دوڑ ہر شخص کے لئے لازم ہے۔

تیسری منزل سیاسی نظام پر مشتمل ہے۔ پہلے قبائلی نظام تھا' شہری ریاستیں وجود میں میں آئیں' پھر اس سے آگے بڑھ کر ایمپائر اور اب ریاست کا تصور ہے۔

یہ جو تین منزلیں ہیں' ابلیسیت یعنی یہودیت نے ٹاپ کی منزل کو پہلے گرایا۔ سیاسی اعتبار سے سیکولرازم کا تصور دیا گیا کہ اس بلند ترین منزل پر ریاست کو مذہب سے کوئی سروکار نہیں ہوگا۔ گویا کہ پہلا معرکہ یوں سر کیا اسے خدا کہہ لو یا God کہہ لو لیکن اسے عبادت گاہوں کے اندر بند کر دو۔ وہ مسجد میں چرچ اور مندر میں رہے لیکن اسے باہر آنے کا کوئی حق نہیں۔ یہودی دانشوروں نے یہ بات اقوام عالم سے منوائی۔ یہ ان کی بہت بڑی فتح تھی بلکہ ان کی یہ ضرورت بھی تھی' اس لئے کہ وہ بہت ہی اقلیت (Minute minority) میں تھے۔ ظاہر بات ہے دنیا میں اگر مذہب کا سیاست میں عمل دخل ہو تو ان کی کوئی حیثیت ہی نہیں بنتی۔ ان کی حیثیت تو اس وقت بنتی ہے کہ مذہب کو نکال کر باہر کر دیا جائے اور شہریت بلالحاظ مذہب و عقیدہ ہو' اس کی بنیاد پر سب مساوی ہو جائیں۔ یہ ان کی سیاسی ضرورت تھی۔

یہ پہلا مرحلہ سر کرنے کے بعد وہ دوسری منزل کی طرف متوجہ ہوئے۔ اقتصادیات کے میدان میں یورپ میں سودی لین دین پوپ کے اقتدار تک مطلقاً حرام رہا' یہودیوں نے پروٹیسٹنٹ مذہب ایجاد کر کے اس کے ذریعے سے سود کی اجازت حاصل کر لی۔ پھر انہوں نے بینکنگ کا نظام بنایا۔ ہاؤس آف روتھ چائلڈز' ہاؤس آف گولڈ سمتھ وغیرہ یہ سب کون ہیں؟ یہ وہی یہودی ہیں جنہوں نے اپنے بنکنگ نظام کے ذریعے سے یورپ کو اپنے شکنجے میں کس لیا۔ علامہ اقبال پچھلی صدی کے شروع میں (۱۹۰۵ـ۱۹۰۸) وہاں گئے تھے لیکن وہاں جا کر ان کی نگاہ نے دیکھ لیا تھا ۔

فرنگ کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے

سود' جوا اور سٹاک ایکسچینج کے حوالے سے انہوں نے پوری معیشت کو چکر میں لے لیا اور اس کا راستہ بھی مذہب اور اخلاقیات سے بالکل منقطع کر دیا۔

اب جو آخری منزل یعنی خاندانی نظام رہ گیا ہے' یہودیت و ابلیسیت کا آخری وار اس پر ہے۔ مغرب میں وہ کامیاب ہو چکا' خاندانی نظام برباد ہو چکا۔ اب اندازہ کیجئے کہ پچھلے سال کلنٹن نے نیو ایئر کے موقع پر قوم کو جو پیغام دیا اس میں یہ الفاظ تھے کہ عنقریب ہماری قوم کی اکثریت ناجائز بچوں پر مشتمل ہوگی۔ وہاں خاندانی نظام برباد ہو چکا ہے۔ ہم جنس پرستی' اور پھر یہ کہ اسقاط حمل کی جو ساری تحریکیں چل رہی ہیں' انہوں نے تو خاندانی نظام کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ علامہ اقبال نے کہا تھا

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

ان کی تہذیب مر چکی ہے اور خودکشی کر چکی ہے۔ یہ تو ٹیکنالوجی ہے جس نے اسے سنبھالا ہوا ہے۔ اور عالمی مالیاتی استعمار اسے سنبھالا دے رہا ہے۔ اب وہ WTO اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ذریعے سے پوری دنیا کو جکڑ لینا چاہتا ہے۔ غور کیجئے کہ حضور ﷺ نے جو عمارت بنائی تھی' وہ بالکل اسی ترتیب سے زوال پذیر ہوئی ہے۔ اسے زوال کیسے ہوا تھا؟ حضرت محمد ﷺ کی بنائی ہوئی عمارت ایک دن میں ختم ہونے والی نہیں تھی۔ یہاں بھی سب سے پہلے سیاست و مذہب کو جدا کیا گیا۔ سیاسی قیادت قبائلی و خاندانی عصبیت کی بنیاد پر ہو گئی جبکہ دینی علماء' محدثین اور فقہاء اپنی جگہ کام کرتے رہے۔ لہٰذا سیاسی قیادت الگ' دینی الگ ہو گئی۔ پھر جب ملوکیت نے قدم جما لئے تو اسلام میں جاگیرداری اور مزارعت کے راستے سے زمین کا سود اور بیع موجل اور بیع مرابحہ کے راستے سے نقد کا سود داخل ہوا۔

لیکن اللہ کا شکر ہے کہ بادشاہوں کو خاندانی نظام برباد کرنے کی احتیاج نہیں ہوئی لہٰذا وہ محفوظ چلا آیا۔ باقی ہمارے نظام دونوں برباد ہو چکے ہیں۔ یہ بربادی اسی ترتیب سے ہوئی جس ترتیب سے ابلیست نے جدید تہذیب فتح کی ہے۔

غور کیجئے آج ہم کہاں کھڑے ہیں۔ اس وقت دنیا کے جو بہت بڑے بڑے مفکرین ہیں' ان میں سے فوکویاما نے End of History کتاب لکھی۔ اس نے بغلیں بجائیں کہ سوویت یونین کے خاتمے کے بعد یہ ثابت ہو گیا کہ ہمارا نظام بہترین ہے۔ اس کے بقول The Democratic Secular capitalistic Society گویا کہ معراجِ آدمیت ہے' اس سے آگے کچھ نہیں۔ اس پر ہنٹنگٹن نے ایک مقالہ لکھا کہ میں اپنے دوست فوکویاما سے اختلاف کرتا ہوں۔ معاملہ ابھی ختم نہیں ہوا ہے' ابھی تہذیبوں کا ٹکراؤ ہونا ہے۔ اس شخص کی بہت گہری نگاہ ہے۔ اس نے کہا کہ آج تک پوری تاریخ انسانی میں کل بیس تہذیبیں پیدا ہوئی ہیں۔ ان میں سے بارہ مر چکی ہیں اور اس وقت آٹھ موجود ہیں۔ ان آٹھ میں سے پانچ تہذیبیں تو وہ ہیں جن کو ہماری تہذیب آسانی سے اپنے اندر ضم کر سکتی ہے۔ البتہ دو تہذیبیں لوہے کے چنے ہیں جن کو چبانے کے لئے اچھی خاصی محنت کی ضرورت ہے۔ ان میں ایک مسلم تہذیب ہے اور دوسری چائنہ کی کنفیوشس تہذیب۔ لہٰذا اس نے دو مشورے دیئے۔

۱) چین کو عالم اسلام سے دور کیا جائے۔ اس مضمون کے فوراً بعد ایشیاء پیسیفک کا تصور سامنے آیا۔ جکارتہ میں اس کا مرکز بنا اور وہاں صدر امریکہ سفر کر کے آئے تاکہ چین کو Eastward looking کر دیا جائے۔ وہ اپنے مشرق یعنی پیسیفک کی طرف رخ کرے جدھر امریکہ ہے۔ جبکہ مغرب میں عالم اسلام یعنی پاکستان' افغانستان' ترکستان' روسی ترکستان کی ریاستیں ہیں۔ چین کو اس جانب رخ کرنے نہ دیا جائے۔ چین کو سب سے پسندیدہ قوم قرار دے کر اسے علیحدہ کیا جا رہا ہے کہ مسلم تہذیب کے ساتھ اس کا جوڑ نہ مل جائے۔

۲) مسلمانوں کے آپس کے اختلافات کو ابھارا اور اچھالا جائے۔ ہمارے ہاں جو چپقلش ہو رہی ہے' یہ ساری خانہ ساز نہیں ہے۔ اس کی تاریں کہیں بہت دور سے ہلتی ہیں۔ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ان کے داخلی اختلافات کو بھڑکایا جائے تاکہ یہ کہیں جمع نہ ہو جائیں۔

اسی حوالے سے یہ سمجھئے کہ ابلیسیت کی ایک سکیم یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے خاندانی نظام کو درہم برہم کر دیا جائے۔ پاکستان میں خاندانی نظام مضبوط ہے' میں اس کو ذرا وسعت دے رہا ہوں کہ پورے عالم اسلام میں خاندانی نظام کسی نہ کسی درجے میں موجود ہے۔ ایشیا کے خاندانی نظام کو برباد کرنے کے لئے پہلے ایک سرے پر قاہرہ میں کانفرنس ہوئی۔ اس کے بعد پھر بیجنگ کانفرنس ہوئی۔ درحقیقت ان دونوں کے درمیان ایشیا کو گھیرے میں لینے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہاں کے خاندانی نظام کو برباد کرنے کے لئے وہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ عورت کو آزاد کرو' اسے بازار میں لاؤ۔ اور یہ عصمت و عفت کیا چیزیں ہیں؟ لوگوں نے اپنے ذہن میں بلاوجہ یہ معیارات قائم کر رکھے ہیں؟ عورت کو اپنا جسم بیچنے کا اسی طرح حق ہونا چاہئے جیسے کوئی مزدور اپنی جسمانی طاقت کو بیچتا ہے۔ ان کے یہ نظریات ہیں اور اب تو وہ کھل کر باتیں کرتے ہیں۔ پھر پانچ برس بعد اقوام متحدہ کے تحت بیجنگ پلس فائیو کانفرنس کی ہے۔ یہ سوشل انجینئرنگ پروگرام ہے جو معاشرے کو خاص رخ پر ڈھالنے کا بہت گہرا پروگرام ہے۔

سوشل انجینئرنگ پروگرام تو یہ ہے کہ عورت کو باہر نکالو' عورت کو آزاد کر دو۔ عورت گھر کا کام بھی کرے تو اس پر وہ معاوضہ طلب کر سکتی ہے ورنہ اس کا فرض نہیں ہے کہ وہ گھر کا کام کرے۔ اس پروگرام میں ہے کہ عورت کو اپنی جنس بیچنے کی پوری آزادی ہونی چاہئے۔ آخر ایک انسان اپنی ذہنی و جسمانی صلاحیت کو فروخت کرتا ہے۔ یہ شادی اور عصمت و عفت کی باتیں پرانی باتیں ہیں۔ اب تو امریکہ میں دفتری فارموں میں سے باپ کا نام ہی نکال دیا گیا ہے اس لئے کہ پتہ ہی نہیں کہ باپ کون ہے۔ اصل میں اس وقت صورت حال یہ ہے کہ دجالی فتنہ اب اپنے آخری نقطۂ عروج کو پہنچا ہوا ہے۔ یوں سمجھئے کہ آدمیت و انسانیت کے آخری قلعہ یعنی خاندانی نظام کو تہس نہس کرنے کیلئے دجالی فتنہ کمر کس چکا ہے اور اس کیلئے این جی اوز کا ایک طومار ہے جو اس کام کو لے کر آگے بڑھ رہا ہے۔ فیملی پلاننگ بھی اسی کا حصہ ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس بارے میں ہمارے ہاں ابھی کچھ قدریں بچی ہوئی ہیں۔ ان کا پروگرام ہے کہ ان کو برباد کر دیا جائے۔

دنیا کو ہے پھر معرکۂ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا

اس معاملے میں پاکستان کو ایک فیصلہ کن مقام حاصل ہے۔ مغرب اور اسرائیل کو سوویت یونین کے خاتمے کے بعد اب مسلم فنڈامنٹلزم سے خطرہ ہے اور ہماری موجودہ حکومت کے بارے میں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ امریکہ نواز ہے۔ میں یہ بات نہیں مانتا۔ یہاں نواز شریف نے فوج پر وار کرنے کی غلطی کی' موجودہ حکومت کا آنا اس کا ردعمل ہے۔ لہٰذا امریکہ سے جو فوری ردعمل آیا' وہ آپ کو یاد ہو گا۔ پھر پاکستان کو کامن ویلتھ سے نکال دیا گیا۔ اس کے بعد یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس حکومت نے سودے بازی کر لی ہے کہ ہم تمہارے ''دجالی فتنے'' کے آلہ کار بننے کو تیار ہیں اور آپ جو کہتے ہیں وہی کریں گے۔ چنانچہ موجودہ حکمران آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک سے ایسے چمٹے ہوئے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ ''وفاداری بشرط استواری عین ایمان ہے'' عوام کے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ دو' کچھ بھی ہو جائے ہر حال میں ان کی شرائط پوری کرنی ہیں اور ہر حال میں ان کے ساتھ لگے رہنا ہے۔ اب تو بہت سے دانشور یہ کہنے لگے ہیں کہ جب تک خود ڈیفالٹ ہونے کا اعلان نہیں کرو گے مسئلہ حل ہو نہیں سکتا جبکہ موجودہ حکمران وہاں سے مزید قرضے لے کر بوجھ بڑھا رہے ہیں۔ اس وقت ہم ان قرضوں کو ادا نہیں کر سکتے تو آئندہ کیسے کریں گے؟ بحالی معیشت کا ان کا سارا دھندا ختم ہو چکا ہے اور کچھ حاصل نہیں ہوا۔ ان کو جی ایس ٹی پر پسپائی اختیار کرنی پڑی ہے اور اس کے علاوہ جو documentation تھی اس پر بھی پسپائی اختیار کرنی پڑی ہے۔ پھر ہم کیسے قرضہ اتار سکیں گے؟

سی ٹی بی ٹی کو پاکستانی قوم نے دفن کرا دیا تھا لیکن اسے دوبارہ کھڑا کر دیا گیا ہے۔ ان کے ایجنڈے پر پورا عمل کرنا گویا ہماری حکومت کا فرض منصبی ہے۔ اس ایجنڈے کا سب سے بڑا حصہ ہے کہ یہ خاندانی نظام' چادر چار دیواری جس کا ہمارے معاشرے میں ابھی بھرم باقی ہے' اس کو ختم کر کے تباہ و برباد کر دیا جائے' جیسے کہ اگر کسی بلی کی دم کٹ جائے تو وہ چاہتی ہے کہ سب کی دمیں کٹ جائیں تاکہ میں نمایاں نہ ہو جاؤں۔ امریکہ اور عالمی استحصالی ادارے آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک ہمارے ساتھ یہ معاملہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے دفتر میں خواتین کا مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا غلط ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ مردوں کے ہسپتالوں میں عورتیں نرسیں کیوں ہوں؟ آپ مرد نرسز رکھ سکتے ہیں۔ ہاں خواتین کے ہسپتال ہوں تو ان میں خواتین نرسیں ہوں خواتین ڈاکٹر اور خواتین مریض ہوں۔ مردوں کے ہسپتال میں مرد مریض' مرد ڈاکٹر' مرد نرسز ہوں۔ آپ کو معلوم ہے آرمی کے جو فارورڈ میڈیکل یونٹ ہوتے ہیں ان میں کوئی عورت نرس نہیں ہوتی' جہاں کہ سب سے زیادہ نرسنگ کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہاں یہ ذمہ داری مرد سرانجام دیتے ہیں۔

باقی رہ گیا یہ کہ عورتوں کا ترقی میں حصہ کیسے ہو؟ لڑکیوں کے علیحدہ سکول بنائے جائیں جن میں لڑکیوں کو خواتین پڑھائیں۔ آپ لڑکیوں کے کالجز اور یونیورسٹیاں بنایئے' آپ کو کوئی نہیں روکتا۔ آپ ایسے انڈسٹریل یونٹس بنا دیجئے جہاں عورتیں ہی کام کریں اور عورتیں ہی سپروائز کریں۔ درحقیقت مرد و زن کا اختلاط ہی سارے فساد کی جڑ ہے۔ تعجب ہے آپ اس اختلاط کو سیاست کے میدان میں اس حد تک لانا چاہتے ہیں جہاں کہ ہر وقت کا گٹھ جوڑ اور جوڑ توڑ ہمہ وقت کا کام ہوتا ہے۔ اس موقع پر دینی جماعتوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ خاموش تماشائی بننے کی بجائے ''نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری'' کے مصداق ایک پرامن لیکن بھرپور منظم عوامی مزاحمتی تحریک کیلئے راہ ہموار کریں۔

اعتصام کن کہ حبل اللہ اوست

تحریر: محمد سمیع' کراچی

عصبیتیں کبھی ختم نہیں ہوا کرتیں۔ انہیں ختم کیا بھی نہیں جا سکتا۔ البتہ اگر عصبیتیں منفی رخ اختیار کر لیں تو انہیں مثبت رخ دیا جا سکتا ہے' لیکن یہ کوئی اتنا آسان کام نہیں۔ اتنا آسان اس وقت بھی نہیں تھا جب اللہ کے رسول ﷺ بنفس نفیس لوگوں کے درمیان موجود تھے۔ آپ اندازہ لگائیں' آپ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم کیا۔ کتنا ٹوٹ کر چاہتے تھے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سرور عالم ﷺ کو۔ وہ انصار جنہوں نے مہاجرین کے لئے ایثار و قربانی کی تاریخ رقم کی۔ اس کے پیچھے کون سا جذبہ کارفرما تھا۔ یقیناً وہ آپ ﷺ سے محبت کا جذبہ ہی تھا جس نے ایک انصاری کو اپنے اجنبی بھائی کے لئے اپنی دو بیویوں میں سے ایک کو طلاق دے کر اس کے حبالۂ عقد میں دینے پر آمادہ کیا۔ لیکن آخر شیطان مر تو نہیں گیا۔ وہ ہر لحظہ انسان کی دشمنی کے لئے برسر پیکار ہے۔ لہٰذا اس نے ایک غزوہ سے واپسی کے موقع پر یا معشر الانصار اور یا معشر المہاجرین کا نعرہ لگوایا۔ یہ عصبیت کی چنگاری ہی تھی جو نبوی تعلیمات کی راکھ کے نیچے دب گئی تھی' لیکن قبل اس کے کہ یہ چنگاری شعلہ بنتی' نبی اکرم ﷺ کی پکار نے دونوں گروہوں کو ایک دوسرے پر پل پڑنے سے باز رکھا۔ کیا فرمایا تھا آپ ﷺ نے ! کہ یہ جاہلیت کی آواز کس نے بلند کی۔ گویا کہ عصبیت اگر غلط رخ اختیار کر لے تو وہ جاہلیت بن جاتی ہے۔ یہ جاہلیت ہمارے معاشرے کا ناسور بن چکی ہے۔ کبھی یہ مہاجر سندھی' کبھی بہاری بنگالی اور کبھی شیعہ سنی تصادم کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں سنگینوں کے سائے میں نماز ادا کرنے کی نوبت آ جائے' اور یہ بھی کوئی شاذ واقعہ نہ ہو بلکہ معمول بن جائے۔ مسلمان مسلمان کا خون کے پیاسا ہو۔ منبر و محراب مسلمانوں کے خون سے رنگین ہوں' اور ستم یہ کہ یہ خون خود مسلمان نے بہایا ہو۔ اس بار محرم کا مہینہ آیا تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وطن عزیز جنگ جیسی ایمرجنسی کی کیفیت میں مبتلا ہو گیا ہے اس بار محرم کے آغاز سے ہی یہ سماں بندھ گیا۔ میں صرف کراچی کی بات کروں گا۔ ہلال نو کو دیکھ کر امن و سلامتی کی دعا کرنے والوں نے محرم الحرام کی دوسری تاریخ ہی کو پرانی نمائش میں اسکاؤٹ کیمپ پر حملہ کی خبر سنی جس کے نتیجے میں ایک شخص ہلاک اور چار پولیس اہلکار زخمی ہو گئے۔ حکومت سمیت مختلف ادارے حرکت میں آ گئے۔ سندھ میں ۲۲۳ علماء کے داخلے پر ۹۰ دن کے لئے پابندی لگا دی گئی۔ چیف سیکریٹری کے زیر صدارت ایک اجلاس میں فوج' رینجرز اور پولیس کی تعیناتی' ہتھیاروں کی نمائش' وال چاکنگ' اشتعال انگیز تقاریر وغیرہ پر پابندی لگانے کے فیصلے ہوئے۔ سندھ پولیس کو الرٹ کر دیا گیا' چھٹیاں منسوخ کر دی گئیں۔ ایس ایس پی سنٹرل نے علماء سے فرقہ واریت کو ختم کرتے ہوئے ہم آہنگی کا درس دینے کی اپیل کی۔ آئی جی نے سندھ کے مختلف علاقوں سے تین ہزار پولیس اہلکاروں کو کراچی بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ مجموعی طور پر تین ہزار کمانڈوز سمیت ۳۲۰۰۰ نفری تعینات کی گئی۔ کمشنر کراچی کی زیر صدارت علماء کا اجلاس منعقد کیا گیا کہ سی آئی اے کی ۲۰ ٹیمیں نگرانی کریں گی۔ یہ سب کچھ تو حکومتی سطح پر ہوا' عوامی سطح پر کئی اقدامات ہوئے۔ ملی یکجہتی کونسل کے وفد نے گورنر سندھ سے ملاقات کی' جماعت اسلامی کے مرکزی دفتر ادارۂ نور حق میں مذہبی رواداری و امن کانفرنس ہوئی' پاکستان اسلامک فورم کے تحت بھی اجتماع ہوا۔ انسداد فرقہ واریت و قیام امن فورم کی جانب سے امن و یکجہتی کانفرنس ہوئی۔ متحدہ قومی موومنٹ کے مرکز میں علماء کے اجتماعات سے الطاف حسین نے خطاب کیا اور اس کے وفود نے مختلف مکاتب فکر کے دینی مراکز میں جا کر علماء کرام سے ملاقاتیں کیں۔ مہاجر قومی موومنٹ کے سربراہ آفاق احمد سمیت مختلف عوامی رہنماؤں نے امن قائم رکھنے کی اپیل کی۔ الحمدللہ کہ ان تمام اقدامات کے نتیجے میں عاشورہ کے دن تک کوئی بڑا حادثہ رونما نہیں ہوا۔ ہاں البتہ دو مقامات پر بم رکھے گئے جن میں سے ایک کو تو جس منی بس میں رکھا گیا تھا اس کے ڈرائیور نے کمال ہوشیاری سے ناکارہ بنایا۔ دوسرے کو متعلقہ محکمے نے ڈرائیور کو شاباش کے طور پر حکومت نے بیس ہزار روپے نقد انعام بھی دیا۔ مشہور شیعہ ذاکر علامہ فرقان حیدر عابدی کی کار پر فائرنگ کی گئی جس سے ونڈ شیلڈ کو نقصان پہنچا۔ چلئے اللہ تعالیٰ نے بحیثیت مجموعی تمام کوششوں کے نتیجے میں ہمارے ساتھ خیر کا معاملہ کیا لیکن ایمرجنسی میں اتنی چوکسی کے باوجود چھ حادثات ہوتے ہوتے رہ گئے تو عام دنوں میں کیا ہوگا۔ اس کے لئے تو دوررس اقدامات کی ضرورت ہے۔ حکومت تو جو کرے گی سو کرے گی ہی' ہم سب کا فرض ہے کہ دامن مصطفےٰ ﷺ میں پناہ لیں۔ ٹھیک ہے آنجناب بنفس نفیس تو ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن آپ کا قائم مقام قرآن کریم تو ہے اس سے جڑ جائیں۔ تفرقہ سے بچنے کے لئے یہی حبل اللہ المتین ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کی دورۂ افغانستان سے واپسی

امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب پانچ روزہ دورۂ افغانستان کے بعد واپس لاہور تشریف لا چکے ہیں۔ اس سفر میں نائب امیر تنظیم اسلامی اور بعض امراء حلقہ جات کے علاوہ چند دیگر رفقاء و احباب بھی ان کے ہمراہ تھے۔ امیر تنظیم سوموار ۱۶ اپریل کو کوئٹہ سے براستہ چمن قندھار پہنچے۔ دو دن وہاں قیام کے بعد بدھ کے روز کابل تشریف لے گئے۔ جمعرات کی شام کابل سے قندھار واپسی ہوئی اور پھر ہفتہ ۲۱ اپریل کی صبح قندھار سے براستہ چمن واپس کوئٹہ کیلئے روانہ ہوئے۔

اس پورے سفر کے دوران امیر محترم اور ان کے وفد کو امارت اسلامی افغانستان نے سرکاری مہمان کا درجہ دیئے رکھا اور حد درجہ اعزاز و اکرام کیا۔ امیر المومنین ملا عمر مجاہد سے ملاقات کا موقع ملا اور بہت سے وزراء اور اہم سرکاری اہلکاروں سے ملاقات اور تفصیلی گفتگوؤں کا بھی موقع ملا۔ امیر تنظیم نے طے کیا ہے کہ وہ بدھ ۲۵ اپریل کی شام اپنے مشاہدات و تاثرات کو اجتماع عام میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمائیں گے۔ اگر اللہ نے چاہا تو اس دورے کی تفصیلی روداد اور امیر تنظیم کے تاثرات آئندہ ندائے خلافت میں شامل اشاعت کر دیئے جائیں گے۔ (ادارہ)

طالبات اپنی زندگیوں کو سچائی سے عبارت کریں۔ ○ بیگم ڈاکٹر اسرار احمد

سوچ کو صحیح رخ پر پروان چڑھانے کا بہترین ذریعہ قرآن ہے' طالبات قرآن کے ساتھ اپنے تعلق کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کریں

○ اساتذہ کا اظہار خیال

قرآن کالج فار گرلز میں سیکنڈ ایئر کی طالبات کی الوداعی تقریب کی رپورٹ

ہم میں سے ہر ایک یہ جانتا ہے کہ آج مسلمان قوم جن پستیوں اور ذلت کے گڑھوں میں گری ہوئی ہے اس کا سب سے بڑا سبب قرآن سے دوری ہے۔ اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنے کے لئے اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ بڑھتے ہوئے اس فاصلے کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔ خصوصاً ایک انقلابی تنظیم کے رکن ہونے کی حیثیت سے ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم قرآن کو اپنی زندگیوں کا اوڑھنا بچھونا بنالیں اور اس کو محض اپنی ذات تک محدود نہ رکھیں بلکہ سرتوڑ کوشش کرتے ہوئے اسی قرآن کے ذریعے ایک عالمگیر انقلاب بپا کریں۔

اسی احساس کے پیش نظر امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی سرپرستی میں پہلے قرآن کالج فار بوائز اور اب حال ہی میں قرآن کالج فار گرلز کا قیام عمل میں آیا' جس میں الحمد للہ اس بات کی کوشش کی گئی کہ دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم اور اس کے ضمن میں ترجیحاً قرآن کے ساتھ تعلق کو مدنظر رکھا جائے۔

۱۶ اپریل بروز جمعہ قرآن کالج فار گرلز کے سیکنڈ ایئر کے پہلے فارغ التحصیل بیچ (Batch) کے لئے ایک الوداعی تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب کا اہتمام فرسٹ ایئر کی طالبات نے کیا تھا۔ خولہ عارف (فرسٹ ایئر کی طالبہ) نے تلاوت قرآن حکیم سے تقریب کا آغاز کیا۔ فرسٹ ایئر ہی کی طالبہ وردہ احمد نے کمپیئرنگ کے فرائض انجام دیے۔ تلاوت کے بعد آڈیو کیسٹ کے ذریعے ایک خوبصورت سی نظم سنائی گئی جس کے بول یوں تھے

دنیا کے اے مسافر منزل تری قبر ہے
طے کر رہا ہے جو تو' دو دن کا یہ سفر ہے

فرسٹ ایئر کی طالبات کی طرف سے چند خوبصورت sketches اور گیمز کا اہتمام کیا گیا تھا جن کے بعد کمپیئر کی درخواست پر ناظمہ حلقۂ خواتین تنظیم اسلامی محترمہ بیگم ڈاکٹر اسرار احمد صاحبہ نے بہت خوبصورت انداز میں قرآنی آیات اور احادیث کے ذریعے طالبات کو والدین کی فرمانبرداری کی تلقین کی۔ انہوں نے اس بات کی وضاحت بھی کہ والدین کی اطاعت صرف معروف میں جائز ہے۔ اگر ہمیں محسوس ہو کہ ہمارے والدین ہمیں منکر یا ناجائز بات کا حکم دے رہے ہیں تو اس صورت میں ان کی اطاعت جائز نہیں البتہ خوش اخلاقی اور ادب کا دامن اس وقت بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ انہوں نے طالبات کو تلقین کی کہ وہ اپنی زندگیوں کو سچائی سے عبارت کریں اور روزمرہ کے معمولات میں جھوٹ کا عمل دخل ختم کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اللہ کے دین کے لئے اپنی زندگی کے ہر لمحے کو قیمتی جاننا چاہئے۔

نائب ناظمہ محترمہ امۃ المعطی صاحبہ نے طالبات کو نصیحت کی کہ وہ شریعت کے دائرے اور اس کی حدود میں رہتے ہوئے دین کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم بھی حاصل کریں اور کوشش کریں کہ جہاں جائیں 'قرآن کالج' کے وقار میں اضافہ کا باعث بنیں۔ ہمیں اللہ نے بتا دیا ہے کہ ہماری نجات کس بنیاد پر ہوگی اور ہمیں اس کے لئے اپنی زندگی کو کس طرح بسر کرنا ہے۔ اس کے باوجود اگر خدانخواستہ ہم آخرت میں ناکام رہے تو بدقسمت ترین انسان ہیں۔

کالج کی اسلامیات کی ٹیچر مسز ہیبہ منعم نے کہا کہ انسان کے تمام اعمال کا سرچشمہ اس کی سوچ ہے۔ ہم میں ہر ایک کو ہر وقت اپنی سوچ کو جلا دینے اور صحیح رخ پر پروان چڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کا بہترین ذریعہ قرآن ہے۔

سیکنڈ ایئر کی طرف سے منزہ متین نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ اللہ کا خاص فضل ہے کہ کالج میں دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہماری توجہ قرآن کی طرف مبذول کرائی گئی۔ انہوں نے تمام ٹیچرز خصوصاً پرنسپل صاحبہ کا شکریہ ادا کیا کہ وہ ہمارے کردار کو سنوارنے کے لئے کوشاں ہیں۔

کالج کی پرنسپل محترمہ سعید اختر صاحبہ نے تمام ٹیچرز کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے ان کے ساتھ بھرپور تعاون کیا اور ہر معاملے میں قرآن و سنت کو مقدم رکھا۔ انہوں نے طالبات کو نصیحت کی کہ وہ قرآن کے ساتھ تعلق کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کریں' کیونکہ حدیث مبارکہ ہے کہ "سب سے بہترین صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم حاصل کرے اور اسے آگے پہنچائے"۔ نیز حضورؐ نے فرمایا:

((خیرکم من تعلم القرآن و علمه))

انہوں نے طالبات کو نماز پر خصوصی توجہ دینے اور اس میں باقاعدگی اختیار کرنے کی تلقین کی اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی اس کوشش و جدوجہد کو قبول فرمائے اور ہمیں توفیق دے کہ جو کچھ ہم نے سیکھا اور سکھایا ہے اس پر خود بھی عمل کریں۔ (آمین)

آخر میں فارغ التحصیل طالبات کے لئے کالج کی طرف سے انعامات تقسیم کئے گئے جن میں Best Result کے لئے راقم السطور کو جبکہ Good Student کا انعام طوبیٰ اسعد' منزہ متین' قرۃ العین فاروق اور گل عنبر کو دیا گیا۔ طاہرہ مستقیم اور یاسمین ایوب کو کالج کی طرف سے حوصلہ افزائی کا انعام ملا۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کی سوچوں کو صحیح رخ پر پروان چڑھائے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی تمام تر مساعی کو صرف اس کی رضا کے حصول اور اقامت دین کی جدوجہد کے لئے وقف کر لیں۔ (آمین)

(مرتبہ: انیسہ عبدالخالق)

ایک کمپیوٹری ڈی (CD) میں امیر تنظیم اسلامی
ڈاکٹر اسرار احمد
کا بیان کردہ پورے قرآن مجید کا ترجمہ و مختصر تشریح

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام تربیت گاہوں کا شیڈول

☆ ۶ تا ۱۲ مئی	الہدیٰ لائبریری' تالاب بازار' ٹوبہ ٹیک سنگھ	مبتدی تربیت گاہ
☆ ۲۰ تا ۲۶ مئی	مرکز تنظیم اسلامی' گڑھی شاہو لاہور	ملتزم تربیت گاہ
☆ ۱۷ تا ۲۳ جون	دفتر حلقہ پنجاب شمالی' اسلام آباد	ملتزم/مبتدی

عورت کو سیاست میں داخل کر کے ملک کو تباہ کیا جا رہا ہے ○ سرفراز نعیمی

موجودہ نظام میں خواتین کی شمولیت سے خاندانی نظام تباہ ہو جائے گا ○ ایم ایچ انصاری

خواتین کی ۳۳ فیصد نمائندگی مغرب زدہ نہیں "مشرف زدہ" ہے ○ مجیب الرحمن شامی

ہمیں خواتین کے معاملے میں اپنی سوچ کو متوازن رکھنا چاہئے ○ قیوم نظامی

ندائے خلافت فورم کے زیر اہتمام منعقدہ سیمینار

"نئے بلدیاتی نظام میں خواتین کی نمائندگی: خاندانی نظام کی تباہی یا ملکی ترقی کا پیش خیمہ"

میں مقررین کا اظہار خیال

تنظیم اسلامی وہ واحد اسلامی انقلابی جماعت ہے' جو معاشرے کے افراد کی تربیت کو اپنا مقصد اولین سمجھتی ہے۔ جہاں وہ افراد کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے متعارف کرانے کے لئے کوشاں ہے' وہاں وہ انہیں موجودہ باطل نظام کی کمیوں اور کوتاہیوں سے بھی روشناس کرا رہی ہے۔ اسی مقصد کے لئے دروس قرآن' جلسہ ہائے عام اور سیمینارز وغیرہ کو اس کا ذریعہ بنایا جاتا ہے۔

موجودہ حکومت نے اس ملک میں نیا بلدیاتی نظام متعارف کرایا جس میں پہلی مرتبہ خواتین کی نمائندگی ۳۳ فیصد مختص کی گئی۔ خواتین کی یہ مخصوص نمائندگی تنظیم اسلامی کے مطابق اس ملک کے خاندانی نظام کو تباہ کرنے کی مذموم کوشش ہے۔ اب تک ملک میں بلدیاتی نظام کے دو مرحلے مکمل ہو چکے ہیں مگر اس کے باوجود دینی جماعتیں خاموش تماشائی بنی ہوئی ہیں بلکہ ان جماعتوں میں سے بعض ایسی جماعتیں ہیں جو خواتین کی ۳۳ فیصد نمائندگی کی مخالف ہونے کے باوجود نا صرف خاموش ہیں بلکہ اس میں حصہ بھی لے رہی ہیں۔ مگر تنظیم اسلامی نے اس موضوع کے ہولناک نتائج کو محسوس کرتے ہوئے۔ ۱۶ اپریل کو قرآن آڈیٹوریم میں "نئے بلدیاتی نظام میں خواتین کی نمائندگی: خاندانی نظام کی تباہی یا ملکی ترقی کا پیش خیمہ؟" کے موضوع پر ایک سیمینار منعقد کیا۔ سیمنار کی صدارت امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت جناب ڈاکٹر اسرار صاحب نے کی جبکہ دیگر شرکاء میں جناب جنرل (ر) ایم ایچ انصاری صاحب' جناب مجیب الرحمان شامی صاحب' جناب ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب اور قیوم نظامی صاحب تھے۔ سیمنار میں حرف آغاز پیش کرنے کا فریضہ نائب امیر تنظیم اسلامی اور مدیر ہفت روزہ ندائے خلافت جناب عاکف سعید نے سرانجام دیا۔ جبکہ سٹیج سیکرٹری مرزا ندیم بیگ تھے' جناب حافظ عاکف سعید صاحب نے حرف آغاز پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے ہاں نئے بلدیاتی نظام کے بارے میں دو آراء پائی جاتی ہیں۔ پہلی رائے یہ ہے کہ خواتین کی بلدیاتی نظام میں ۳۳ فیصد نمائندگی خاندانی نظام کی تباہی کے علاوہ ملکی ترقی میں رکاوٹ بھی ہے۔ جبکہ دوسری رائے یہ ہے کہ مرد اور عورت برابر ہیں لہذا خواتین کو سیاسی نظام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ اس کے لئے ہم نے اصحاب علم و دانش کو زحمت دی ہے کہ وہ ہمیں بتائیں کہ اصل حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے سیمنار میں شرکت کرنے والے اصحاب علم و دانش اور سامعین کا بھی خصوصی شکریہ ادا کیا۔

قیوم نظامی صاحب

پاکستان کی بدقسمتی ہے کہ اس کے عوام کی حالت اب تک نہیں بدلی جب کہ ان کے برعکس حکمرانوں کی تقدیریں مسلسل تبدیل ہوتی رہی ہیں۔ عوام کی تقدیر کی تبدیلی کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے عوامی اقتدار جو آج تک ہمارے عوام کو حاصل نہیں ہوا۔ موجودہ حکمرانوں کے پیش کردہ نئے بلدیاتی نظام سے خیر کی امید ہے مگر ابھی اس کے نتائج سے آگہی کے لئے وقت لگے گا۔

ہمارا خاندانی نظام بہت بڑی نعمت ہے اور اس کو محفوظ رکھنا ہمارا حق ہے۔ مگر یہ سمجھنا کہ بلدیاتی نظام میں خواتین کی شرکت سے خاندانی نظام تباہ ہو جائے گا صحیح نہیں ہے' خواتین کو ملکی معاملات میں دلچسپی لینا چاہئے۔ خواتین تعلیم میں پیچھے ہیں اس میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیں پرائمری ہیلتھ یونٹ' خاندانی منصوبہ بندی کے مراکز اور پرائمری سکولوں کو خواتین چلائیں اس کے علاوہ مہنگائی کو کنٹرول کرنے میں خواتین کونسلرز اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ بلدیاتی نظام میں خواتین کی ۳۳ فیصد نمائندگی پر خود خواتین نے کوئی احتجاج نہیں اور پاکستان جس حالات سے گزر رہا ہے۔ اس میں ہمیں خواتین کے معاملے میں سوچ کو متوازن رکھنا چاہئے۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب

میں تنظیم اسلامی کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ اس نے پاکستانی معاشرے کی تباہی کی نشاندہی کرکے اہم فریضہ سرانجام دیا ہے۔ ہمارے ملک کے حکمران اس وقت جو نظام لا رہے ہیں اس کے اثرات بہت ہولناک ہوں گے۔ کیونکہ عورت کو سیاست میں داخل کر کے ملک کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ پہلے خواتین ۵ فیصد کامیاب ہوتی رہیں تو اس سے خاندانی نظام متاثر ہوتا رہا مگر اب ۳۳ فیصد نمائندگی کے بعد تو تباہی ہمارا ملک تباہ ہو گا۔

پاکستان میں عورتوں کی نمائندگی سے ملک ترقی نہیں کرے گا۔ اور میری تجویز ہے کہ دینی جماعتیں موجودہ نظام کی برائیوں کے خلاف ایک پریشر گروپ کو منظم کریں تا کہ ہم تباہی سے بچ سکیں۔

جنرل (ر) محمد حسین انصاری صاحب

اگر ملک کے موجودہ حالات کا اجمالی جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ موجودہ حکومت معاشرے سے دیرینہ تہذیبی اور تمدنی آثار کو ختم کر رہی ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ جدیدیت کا دور ہے باہر خواتین آزاد ہیں تو یہاں کیوں نہیں' چیف ایگزیکٹو کے متعدد بیانات سے یہ سوچ واضح ہو گئی ہے۔

نئے بلدیاتی نظام کا مرکزی نقطہ یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ اختیارات کی تقسیم نچلی سطح پر ہو۔ میں بھی سیاست میں رہ چکا ہوں اور اس کی مشکلات کو دیکھ چکا ہوں۔ اگر خواتین نے اس نظام میں حصہ لینا شروع کر دیا تو خاندانی نظام تباہ ہو جائے گا۔ اور موجودہ نظام میں خواتین کی شمولیت سے خاندانی نظام میں لڑائی اور جھگڑے کا عنصر غالب آ جائے گا۔

مجیب الرحمان شامی صاحب

میں امیر تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے دیر آید درست مگر درست آید اس موضوع پر نشست منعقد کی جس پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اس موضوع پر ایسی کئی نشستوں کو منعقد ہونا چاہئے۔ میری رائے میں حکومت نے جب یہ پروگرام پیش کیا تو دینی جماعتوں کی جانب سے طوفان اٹھ کھڑا ہونا چاہئے تھا مگر مکمل خاموشی رہی اب بھی وقت ہے کہ رائے عامہ کو ہموار کیا جائے اور خواتین کی ۳۳ فیصد نمائندگی کے جن کو بوتل میں بند کیا جائے۔

نئے بلدیاتی نظام میں خواتین کی ۳۳ فیصد نمائندگی کا مطلب ہے کہ اب مردوں کو گھروں میں بند کر دیا جائے۔ ہم آئینی طور پر عورتوں کے ووٹ ڈالنے اور الیکشن لڑنے کا حامی ہیں مگر خواتین کو مصنوعی طریقے سے نمائندگی دے کر مسلط کرنے کے مخالف ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان کے حکمران مغرب زدہ ہیں مگر ان کی پالیسیوں کو دیکھ کر مغرب والے بھی کہیں گے کہ یہ مغرب زدہ نہیں بلکہ "مشرف زدہ" ہیں۔ پاکستان میں موجودہ حکومت عوام کے ساتھ غیر انسانی سلوک کر رہی ہے' اس کے تدارک کے لئے دینی جماعتیں میدان میں آئیں۔

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد

سیمنار سے امیر تنظیم اسلامی کا خطاب اس شمارے میں علیحدہ سے شائع کیا جا رہا ہے۔

(مرتب: عبدالمتین مجاہد)

افکار معاصر

عورتوں کی لازمی ۳۳ فیصد نمائندگی

روزنامہ پاکستان (۱۶ اپریل) کا ندائے خلافت فورم کے زیر اہتمام منعقدہ سیمنار کے حوالے سے ادارتی شذرہ

تنظیم اسلامی لاہور کے زیر اہتمام "نئے بلدیاتی نظام میں خواتین کی نمائندگی: خاندانی نظام کی تباہی یا ملکی ترقی یا پیش خیمہ" کے موضوع پر سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے مقررین کی اکثریت نے عورتوں کے لئے لازمی ۳۳ فیصد نمائندگی کے اصول کو غیر جمہوری اور سماجی نظام کے لئے تباہ کن قرار دیا۔ تنظیم اسلامی کے سربراہ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ خواتین کی بلدیاتی اداروں میں ۳۳ فیصد نمائندگی دراصل ابلیسی اور صیہونی طاقتوں کی ایک سازش ہے اور حکومت اس کا شکار ہو گئی ہے۔ انہوں نے دینی قوتوں اور علماء کو خبردار کیا کہ اگر اس سازش کے خلاف متحد ہو کر جدوجہد نہ کی گئی تو اس کا خمیازہ ہماری آئندہ نسلوں کو بھگتنا پڑے گا۔

ہمیں ڈاکٹر اسرار احمد کے اس تجزیئے سے بڑی حد تک اتفاق ہے کہ بلدیاتی اداروں کو عورتوں کو لازمی طور پر ۳۳ فیصد نمائندگی دلانے کی کوشش کا اصل محرک ہمارے خاندانی نظام کو درہم برہم کرنا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مسلم معاشروں میں خاندانی نظام کا مضبوطی سے قائم رہنا' مغربی دنیا کی آنکھوں میں بری طرح کھٹکتا ہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ مسلم معاشرے کے خاندانی نظام کا شیرازہ بکھیر کر اس کی تہذیبی وحدت کو توڑنا آسان ہو جائے گا۔ یہی سبب ہے کہ عورتوں کی ترقی کے نام پر مغرب زدہ حلقوں اور مغربی سرمایہ سے چلنے والی این جی اوز نے اس اقدام کی پرزور حمایت کی' حالانکہ یہ اقدام مرد و زن کے درمیان مساوات قائم کرنے کی نہیں بلکہ ان کے درمیان واضح عدم مساوات پیدا کرنے کی کوشش ہے۔ واضح رہنا چاہئے کہ دستور پاکستان کے تحت عورتوں کو مردوں کے مساوی ووٹ کا حق حاصل ہے اور ووٹروں پر خواتین کو اپنا نمائندہ چننے کے سلسلے میں بھی کوئی پابندی عائد نہیں۔ خواتین ہر منتخب ایوان کی ہر نشست پر مقابلہ کر سکتی ہیں۔ لیکن ان کی ۳۳ فیصد لازمی نمائندگی کا مطلب یہ ہے کہ ان نشستوں پر ووٹروں کو ان کے حق انتخاب سے محروم کیا جا رہا ہے۔ اگر ان کے پیش نظر زیادہ موزوں اور باصلاحیت مرد امیدوار ہوں تو بھی انہیں خواتین امیدواروں ہی میں سے کسی کو ووٹ ڈالنا ہو گا۔ اس پہلو سے دیکھا جائے تو یہ طریق کار صریحاً بنیادی حقوق کے منافی بھی ہے۔ مغربی ممالک میں جہاں جمہوری آزادیوں کے ساتھ ساتھ اباحیت بھی غلبہ حاصل کر چکی ہے' وہاں بھی اس طریقے سے عورتوں کی لازمی نمائندگی کی کوئی مثال نہیں۔

بلدیاتی انتخابات کے دو مرحلے گزرنے کے بعد اس اقدام کے خلاف تحریک چلانے کی دعوت دینا اگرچہ بعد از مرگ واویلا کے مترادف ہے تاہم معاشرے کے اسلامی کردار کے تحفظ کے لئے علماء اور دینی عناصر پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ رائے عامہ کو اس کے خلاف متحرک کریں۔ ڈاکٹر صاحب جنہوں نے اس اقدام میں مضمر شر کو شدت سے محسوس کیا ہے کو چاہئے کہ دینی قوتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کریں' تا کہ حکومت کو اپنے فیصلے پر نظر ثانی کے لئے مجبور کیا جا سکے۔

دعائے مغفرت

ندائے خلافت کے رفیق کار انور کمال میو کے دادا ابو حرکت قلب بند ہونے سے انتقال فرما گئے ہیں۔ رفقاء و احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ وادخلہ فی رحمتک وحاسبہ وحسابا یسیرا

ندائے خلافت فورم کے زیر اہتمام سیمینار سے امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نائب امیر تنظیم حافظ عاکف سعید' جناب قیوم نظامی اور سٹیج سیکرٹری مرزا ندیم بیگ خطاب کر رہے ہیں جبکہ مدیر اعلیٰ روزنامہ پاکستان مجیب الرحمن شامی' جنرل (ر) ایم ایچ انصاری اور ڈاکٹر سرفراز نعیمی سٹیج پر تشریف فرما ہیں

تنظیم اسلامی کے وفد کا دورۂ بنگلہ دیش (5)

مرتب: محمد رشید عمر

۲۰ نومبر ۲۰۰۰ء صبح ساڑھے آٹھ بجے مولانا ثمیر الدین صاحب ہوٹل تشریف لے آئے۔ یہاں سے راقم تو پی آئی اے کے دفتر میں ٹکٹ کنفرم کرانے کے لئے پہنچا۔ جبکہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب رابطہ عالم اسلامی کے دفتر میں ملاقات کے لئے چلے گئے۔ پی آئی اے کا دفتر ڈھاکہ شریٹون کی بلڈنگ کے عقب والی بلڈنگ میں ہے۔ پہلے سے لوگ ٹوکن نمبر لے کر بیٹھے تھے' جنہیں کنفرمنگ آفیسر باری باری بلا رہا تھا۔ ساڑھے دس بجے فارغ ہو کر ڈاکٹر صاحب کا انتظار شروع کیا۔ یہاں کومیلا کے ایک نوجوان نے خیریت دریافت کی اور تعارف چاہا۔ وہ دمام (سعودی عرب) جا رہا تھا۔ وہاں وہ برقعہ سلائی کرنے کی فیکٹری چلاتا ہے۔ ڈھائی ہزار ریال ماہانہ سعودی کو کفالت ادا کرتا ہے۔ ۱۶ ملازمین میں سے دو وزیر آباد پاکستان کے ہیں۔ کپڑا انڈیا' دوبئی اور پاکستان سے منگواتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر عبدالخالق صاحب تشریف لے آئے۔ رابطہ عالم اسلامی کے عبدالواحد صاحب سے ان کی ملاقات ہو گئی تھی۔ وہ گلہ کر رہے تھے کہ آپ نے اپنی آمد سے انہیں مطلع نہیں کیا۔ چنانچہ ۲۱ کو ان کے ہاں رات کا کھانا اور ۲۲ کی رات کو ان کے گھر کے قریب رابطہ اسلامی کے دفتر میں مختلف لوگوں سے ملاقات کا پروگرام طے کرنا پڑا۔

پی آئی اے کے دفتر سے رفیق الاسلام ارمانی کے دفتر پہنچے۔ ابھی وہ دفتر آئے نہیں تھے۔ تھوڑے سے انتظار کے بعد وہ آ گئے تو ان کے ساتھ زیر تعمیر انٹرنیشنل ہوٹل کی بلڈنگ دیکھنے گئے۔ یہاں ارمانی صاحب نے ایک فلور کرایہ پر حاصل کیا ہوا ہے۔ یہ جگہ شہر کے مرکز میں ہے۔ اس کے بعد ڈھاکہ سے تقریباً تیس کلومیٹر دور مدرسہ دارالامان و دارالاقیام جاگیر مانک گنج کے لئے روانہ ہوئے۔ تقریباً ڈھائی بجے بعد دوپہر یہاں پہنچے۔ پہلے نماز ظہر ادا کی گئی۔ پھر کھانے کے بعد ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے خطاب کیا۔ انہوں نے پہلے اپنا تعارف کرایا۔ پھر سورۂ رحمٰن کی پہلی چار آیات کے حوالے سے قرآن کی ہماری زندگی میں اہمیت و ضرورت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک طرف ہمیں قرآن کو پڑھنا پڑھانا ہے' دوسرے اس پر عمل کرنا ہے۔ یہی کتاب ہدایت ہے۔ اگر ہم اس پر عمل نہیں کرتے تو ذلت و رسوائی سے نکل نہیں سکتے۔ چنانچہ وقت کی اہم ترین ذمہ داری قرآن و سنت کو نافذ کرنے کی جدوجہد کرنا ہے۔ اس کے لئے بیلٹ اور بلٹ کے راستے کو چھوڑ کر تنظیم و تربیت کے مراحل طے کرتے ہوئے باطل کے خلاف مطالباتی تحریک برپا کرنے کی ضرورت ہے۔ معتد بہ تعداد میں اگر ہم اصحاب اقتدار کے سامنے اپنے مطالبات لے کر بیٹھ جائیں تو انہیں ہماری بات ماننا پڑے گی۔ خطاب کی ترجمانی مولانا ثمیر الدین صاحب نے کی۔

۲۱ نومبر پونے دس بجے صبح رفیق الاسلام ارمانی صاحب ہوٹل تشریف لائے۔ ان کے ساتھ تنظیمی امور پر بات چیت ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے اور مولانا ثمیر الدین صاحب نے بہت سے لوگوں کو کتب دی ہیں۔ بیج بکھیر دیا ہے۔ جو لوگ اس فکر کے قریب آئے ہیں' ان کی کم از کم پندرہ روزہ اقامتی تربیت گاہ منعقد کرنے کی ضرورت ہے۔ تبھی یہ لوگ داعی بن کر آگے چلنے کے قابل ہوں گے۔ اس دوران مولانا ثمیر الدین صاحب بھی تشریف لے آئے۔ تربیت گاہ میں لوگوں کی شمولیت کے جائزے پر معلوم ہوا کہ ۷۰ تا ۸۰ افراد شرکت کریں گے۔

یہاں سے ہمیں حرکۃ الخلافہ بنگلہ دیش کے دفتر جانا تھا۔ لیکن پہلے ایک نظر نیشنل میوزیم ڈھاکہ پر۔ تین منزلہ عمارت میں بنگلہ دیش کی تہذیب و ثقافت' آرٹسٹوں کی تصویروں اور خاکوں کی نمائش ہے۔ بنگالی تاریخ کے مشاہیر کی تصویروں کو ترتیب سے سجا کر رکھا گیا ہے۔ ہندوؤں اور بدھوں کے مجسمے' بعض کو دیکھ کر ہندوؤں کی مذہبی ذہنیت کے بودے پن پر ہنسی آتی ہے اور بعض عریاں جسمانی اعضاء کے ساتھ کہ دو جاننے والے اکٹھے مل کر دیکھ نہیں سکتے۔ تاریخی عمارتوں کی تصاویر بھی ہیں۔ ڈھاکہ کی مشہور زمانہ ململ کا دس گز کا تھان جس کا کچھ حصہ کھول کر اور پھیلا کر تانا ہوا تھا' اس کی چوڑائی تین فٹ تھی اور پورے تھان کا وزن ۱۸:۷ تولے یا ۶۱۳ ے۸۳: گرام لکھا ہوا تھا۔ ایک کمرہ تو ایسا تھا کہ ایک بار دیکھ کر دوبارہ دیکھنے کی کوشش کے باوجود دیکھنے کی ہمت نہ پڑی۔ یہ وہ کمرہ تھا جس میں انہوں نے پاکستان سے نام نہاد آزادی کی یادگاریں سجا رکھی ہیں۔ یہاں پاکستانی فوجی آفیسرز کے ہتھیار ڈالنے کی تصویر' لکڑی کی سادہ سی مگر تاریخی میز جس پر ہتھیار ڈالنے کی شرمناک دستاویز پر جنرل نیازی نے دستخط کئے تھے' مینار شہداء کا ٹوٹا ہوا کنکریٹ کا ایک حصہ جس کو توڑنے پر عوامی جذبات میں پاکستان کے خلاف غصہ پیدا ہوا' اس کے علاوہ فائبر گلاس کی ٹارچر مشین جس میں مکتی باہنی کے کارکنوں پر بجلی کے جھٹکے لگا کر تشدد کیا جاتا تھا' رکھی ہوئی ہیں۔

KHALID TRADERS

IMPORTERS - INDENTORS - STOCKISTS &
SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS,
FROM SUPER - SMALL TO SUPER - LARGE

NATIONAL DISTRIBUTORS NTN BEARINGS

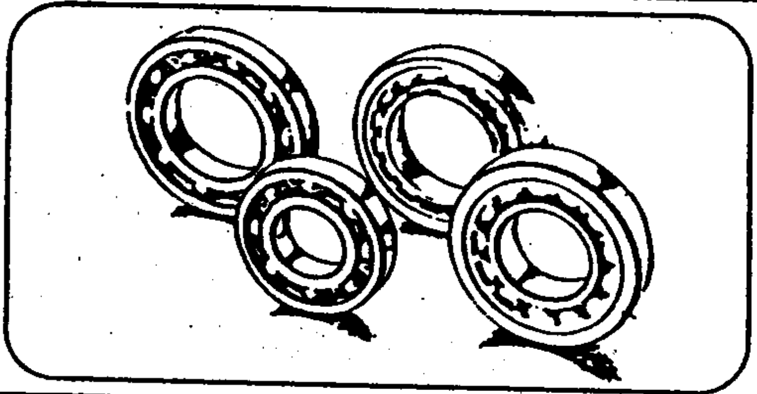

PLEASE CONTACT

Opp. K.M.C. Workshop, Nishtar Road, Karachi-74200, Pakistan.
G.P.O. Box # 1178 Phones : 7732952 - 7730595 Fax : 7734776 - 7735883
E-mail : ktntn@poboxes.com

FOR AUTOMOTIVE BEARINGS : SIND BEARING AGENCY, 64 A-65
Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400(Pakistan)
Tel : 7723358-7721172

LAHORE : 5 - Shahsawar Market, Rehaman Gali No. 4, 53-Nishtar Road, Lahore-54000, Pakistan. Phones: 7639618,7639718,7639818, Fax: (42) : 763-9918

GUJRANWALA: 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607

WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

کراچی میں سودی نظام کے خلاف مظاہرہ

شہر میں پانی کے مسئلہ پر متحدہ اور جسقم کی جانب سے گذشتہ ۳ دنوں سے بھوک ہڑتال کی کوشش جاری تھی لیکن انتظامیہ سختی پر اتری ہوئی تھی۔ گرفتاریوں اور پولیس تشدد کی خبریں روزانہ موصول ہو رہی تھیں۔ ان حالات میں ہمیں اس حکم اذاں پر عمل کرنا تھا کہ ۱۳/ اپریل کو سودی نظام معیشت کے خلاف ملک گیر مظاہروں کے سلسلے میں کراچی میں بھی مظاہرہ کرنا ہے۔ اس کشیدہ صورتحال میں جب ہم نے ۱۱/ اپریل کو اخبارات میں مظاہر کی اطلاع دی تو ہمارے ایک پرانے رفیق اور روزنامہ پرچم کے ایڈیٹر جناب رضوان نور دفتر تشریف لائے اور بتایا کہ ڈپٹی کمشنر ضلع جنوبی بڑا سخت گیر آدمی ہے۔ موصوف وہی ہیں جنہوں نے سرتوڑ کوششوں کے باوجود ہمیں کھلے مقام پر سالانہ اجتماع کی اجازت نہیں دی تھی۔ تاہم اب جبکہ اخبارات میں اطلاع دی جا چکی ہے، ہمیں قدم پیچھے نہیں ہٹانا ہے۔ ہم نے ان کے ساتھ مل کر مظاہرے کی حکمت عملی طے کی کہ مظاہرے کا آغاز کس طرح کرنا ہے اور اگر ہمیں مظاہرے سے روکا گیا تو کیا اقدامات کرنے ہیں۔

پروگرام کے مطابق ہم چندریگر روڈ کی دو مساجد میں نماز عصر کے لئے جمع ہوئے۔ بعد نماز عصر ہم نے اپنے مظاہرے کا آغاز روزنامہ جنگ کے دفتر کے سامنے کیا۔ پھر مختلف گلیوں میں چکر لگاتے ہوئے جہاں اخبارات کے دفاتر موجود ہیں، ہم ڈاکٹر ضیاء الدین احمد روڈ پر روزنامہ ڈان کے دفتر پہنچے اور وہیں پر امیر حلقہ محمد نسیم الدین صاحب اور ناظم حلقہ انجینئر نوید احمد صاحب کے خطاب کے بعد ہم منتشر ہو گئے۔ دوران مظاہرہ مختلف اخبارات کے فوٹو گرافرز نے مظاہرین کی تصویریں اتاریں۔ رفقاء نے لوگوں میں ہینڈ بلز تقسیم کئے۔ اس مظاہرے کی خاص بات یہ تھی کہ پہلی مرتبہ نعرے لگائے گئے۔ نعرے وہی لگائے گئے جو بینرز کی عبارات پر درج تھے۔ "نعرۂ تکبیر" "پاکستان کا مطلب کیا" کے بعد ان عبارات پر مشتمل نعرے لگائے گئے۔ امیر اور ناظم حلقہ نے نعرے لگوائے اور رفقاء نے پرجوش انداز میں نعروں کا جواب دیا۔ ڈان اخبار کا کوئی نمائندہ جب باہر نہ نکلا تو امیر حلقہ نے دیگر تین رفقاء کے ہمراہ ان سے فون پر رابطہ کیا۔ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ چونکہ دفعہ ۱۴۴ نافذ ہے لہٰذا یہ قانون کی خلاف ورزی ہے اور انہوں نے معذرت کر لی۔ حیرت ہے کہ انہیں ملکی قوانین کا تو اتنا پاس ہے لیکن اللہ کے قانون سے جو بغاوت ہو رہی ہے، اس کا ان کی صحت پر کوئی اثر نہیں۔

امیر حلقہ نے اپنے اختتامی خطاب میں رفقاء کو نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی پر مبارکباد پیش کی اور رفقاء کو بتایا کہ نعروں سے انہیں حیران نہیں ہونا چاہئے۔ جب نظم کا حکم نعروں سے اجتناب کا تھا، ہم نے ان سے اجتناب برتا اور اب جب کہ نظم کا حکم ہے کہ نعرے لگائے جائیں تو ہم نے نعرے لگانے ہیں۔ مقصد نظم کی پابندی ہے۔ مظاہرے کے لئے چار ہزار ہینڈ بلز، ۳۲ عدد بینرز اور ۲۴ عدد پلے کارڈ تیار کروائے گئے تھے۔ (رپورٹ: محمد سمیع)

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی کے رفقاء کا سودی نظام معیشت کے خلاف مظاہرہ

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی کے بالائی علاقہ جات کے زیر اہتمام ۱۵/ اپریل کو بمقام تیمر گرہ سودی نظامِ معیشت کے خلاف زبردست مظاہرہ ہوا۔ بینرز اور پلے کارڈ کا انتظام تنظیم اسلامی

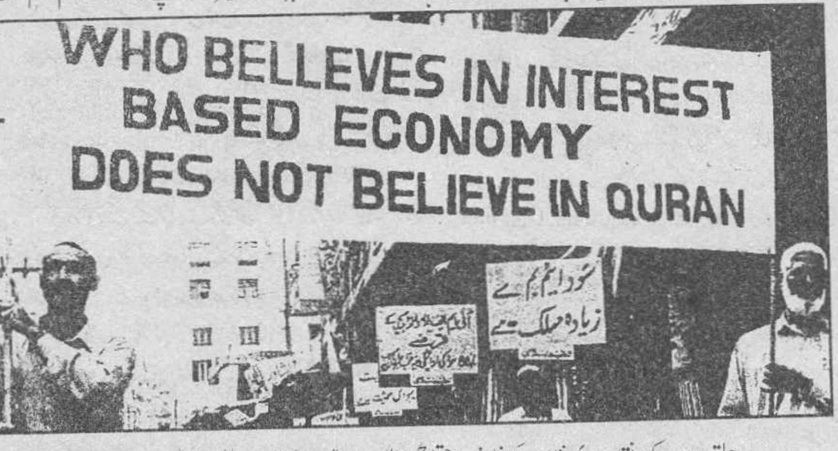

حلقہ سرحد کے رفقاء سودی نظام کے خلاف احتجاجی مظاہرے میں بینرز اور پلے کارڈ اٹھائے ہوئے

نوشہرہ اور اسرہ اوچ نے کیا تھا۔ مظاہرہ بعد از نماز ظہر شروع ہوا اور تیمر گرہ بازار، جنرل بس سٹینڈ، تیمر گرہ باجوڑ روڈ اور دیر تیمر گرہ روڈ کے چوک میں تقریباً ایک گھنٹہ واک کرنے کے بعد اختتام پزیر ہوا۔ مظاہرہ کی قیادت ناظم دعوت حلقہ سرحد شمالی مولانا غلام اللہ حقانی، امیر حلقہ سرحد اظہر بختیار خلجی، امیر تنظیم اسلامی باجوڑ گل رحمان نے کی۔ مظاہرہ کے لئے اسرہ اوچ سے ۴۰ افراد کا قافلہ شریک تھا۔ اظہر بختیار خلجی نے رفقاء و احباب کو ہدایات دیں کہ وہ مظاہرہ انتہائی پرامن طریقے سے کریں، دورانِ مظاہرہ کسی بھی غیر سنجیدہ حرکت سے گریز کریں، پبلک اور ٹرانسپورٹ کا خیال رکھیں۔ اس موقع پر پولیس کی بھاری نفری بھی تعینات تھی۔ حلقہ سرحد شمالی کے بالائی علاقہ جات کے جن علاقوں سے رفقاء نے شرکت کی، ان میں باجوڑ، گنوڑی، بی بیوڑ، تیمر گرہ، منڈا، اوچ اور علاقہ ماموند کے رفقاء شامل تھے۔ (رپورٹ: غلام اللہ حقانی)

تنظیمی اطلاعات

امیر تنظیم اسلامی سیالکوٹ جناب عبدالقدیر بٹ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مقامی امارت کی ذمہ داری سے معذوری ظاہر کی ہے۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ان کی معذرت قبول کرتے ہوئے امیر حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کی سفارش کے مطابق ان کی جگہ جناب محمد عادل قریشی صاحب کو امیر تنظیم اسلامی سیالکوٹ کی ذمہ داری تفویض کی ہے۔

کراچی میں تنظیم اسلامی کے رفقاء کے سودی نظام کے خلاف مظاہرے کا ایک منظر

سکھر میں مبتدی تربیت گاہ کا انعقاد

تنظیم اسلامی کی تربیت گاہیں دراصل ایک ایسی بھٹی کا کام کرتی ہیں جس میں تحریکی کارکنوں کو پکا کرنے کی سعی کی جاتی ہے تا آنکہ ایک معقول تعداد اس بھٹی سے تمام مراحل طے کر کے ایک منظم سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن سکے اور اس باطل نظام سے بھرپور ٹکر لے سکے۔ سکھر شہر جو کہ حلقہ بالائی سندھ کا مرکز بھی ہے اس کے لئے ضرورت محسوس کی گئی کہ اس بار یہاں تربیت گاہ منعقد کی جائے۔ لہٰذا ۱۸ مارچ تا ۲۴ مارچ سکھر میں مبتدی تربیت گاہ کا انعقاد کیا گیا جس میں ناظم تربیت چوہدری رحمت اللہ بٹر صاحب نے اپنی پیرانہ سالی کے باوجود نہایت احسن اور پرجوش طریقے سے اپنی ذمہ داری نبھائی۔ اس تربیت گاہ میں امیر محترم کے ویڈیو کیسٹ بھی دیکھے گئے۔ ان میں اسلام کا معاشی' معاشرتی' سیاسی نظام اور منہج نبویؐ کے سات مراحل شامل تھے۔ ایک ویڈیو ناظم اعلیٰ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کا بھی دکھایا گیا جبکہ بقیہ لیکچر رحمت اللہ بٹر صاحب نے دیئے۔ فرائض دینی کے صحیح اور جامع تصور کو بھرپور طور پر سامنے لایا گیا۔ مذہب اور دین کا فرق اور عقائد و رسومات کی درستگی کے لئے نہایت مدلل اور مفصل تقاریر ہوئیں۔ تربیت گاہ میں فکری و نظری رہنمائی کے ساتھ روحانی رہنمائی بھی کی گئی اور نماز پنج وقتہ کے ساتھ ساتھ تہجد کا باقاعدہ اہتمام کرایا گیا۔ اذکار مسنونہ اور ادعیہ ماثورہ تمام رفقاء کو سکھائی اور یاد کرائی گئیں۔

۲۳ مارچ بروز جمعۃ المبارک کو سکھر شہر کی اہم بڑی مسجد ''سفید جامع مسجد'' میں رحمت اللہ بٹر صاحب کا خطاب بھی ہوا جس کو لوگوں کی بڑی تعداد نے نہایت غور سے سنا اور نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد مسجد کی انتظامیہ نے یہ پیشکش بھی کی کہ آپ جب بھی سکھر آئیں تو ہماری مسجد میں ضرور آئیں۔ تربیت گاہ میں ۹ رفقاء نے ہمہ وقت شرکت کی جب کہ کچھ رفقاء اور احباب وقتاً فوقتاً شامل رہے۔ تربیت گاہ کے اختتام پر رفقاء تنظیم اس عزم سے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے کہ دین کے تقاضوں کو اپنی اپنی حتی الامکان کوشش کے ذریعے پورا کرنے کی جدوجہد کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس عزم کو جلا بخشے۔ آمین۔

(رپورٹ: سید عرفان طارق اسرار وی)

حلقہ سرحد شمالی کی دعوتی سرگرمیاں
بابت ماہ فروری ۲۰۰۱ء

اسرہ بدرشی کے زیر اہتمام ماہانہ دعوتی اجتماع بلال مسجد بدرشی میں بروز جمعرات مورخہ یکم فروری ۲۰۰۱ء منعقد ہوا۔ مقرر قاضی فضل حکیم نے قرآن حکیم اور ہماری ذمہ داریوں کے حوالے سے تقریباً چالیس افراد کے سامنے انقلابی بات رکھی۔ خطاب کے بعد باہمی گفت و شنید میں طے ہوا کہ اس مسجد میں سلسلہ وار درس قرآن کا مستقل سلسلہ شروع کیا جائے' جو الحمد للہ تا حال جاری ہے۔

حلقے کے زیر اہتمام مرکزی دعوتی اجتماع جامع مسجد دیوبندی درگئی (مالاکنڈ ایجنسی) میں مورخہ ۳ فروری ۲۰۰۱ء بروز ہفتہ نماز مغرب تا نماز فجر منعقد ہوا۔ نماز مغرب کے بعد قاضی فضل حکیم نے عبادت رب' نماز عشاء کے بعد حافظ ساوید احمد نے منہج انقلاب نبویؐ اور نماز فجر کے بعد حافظ فیصل نے عظمت قرآن کے موضوع پر اوسطاً ایک سو افراد کے سامنے بات رکھی۔ یہاں کی خاص بات یہ رہی کہ پورے علاقے میں ایک ہی مسجد ہے۔

تنظیم اسلامی خویشگی کے زیر اہتمام ماہانہ دعوتی اجتماع گول مسجد خویشگی پایان میں مورخہ ۸ فروری ۲۰۰۱ء بروز جمعۃ المبارک منعقد ہوا۔ نماز عصر کے بعد حافظ ساوید احمد نے ''دین کے فرائض'' بورڈ کی مدد سے واضح کیے۔ نماز مغرب کے بعد قاضی فضل حکیم نے سورۃ الدھر کا درس دیا' جس میں بتایا گیا ہے کہ جنت کی نعمتیں مفت میں ملنے والی نہیں بلکہ اس کے لئے قرآن حکیم کے غلبہ کا ایک اہم ترین مشن ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔

اسرہ مردان کے زیر اہتمام ماہانہ دعوتی اجتماع نورمن خیل مسجد مردان میں مورخہ ۱۵ فروری ۲۰۰۱ء بروز جمعرات منعقد ہوا۔ نماز مغرب کے بعد قاضی فضل حکیم نے بورڈ کی مدد سے دین و مذہب کا فرق سامعین کے سامنے واضح کیا۔ نماز عشاء کے بعد ڈاکٹر حافظ محمد مقصود صاحب نے ''فرائض دینی کا جامع تصور'' نہایت آسان اور مدلل مثالوں کے ذریعے تقریباً ۴۰ پڑھے لکھے افراد کے سامنے رکھا۔ اختتام پر تعمیری سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ نماز فجر کے بعد اسی مسجد میں اول الذکر مقرر نے سورۃ الفاتحہ کا انقلابی درس دیا۔ پروگرام کے بعد لوگوں کی دعوت اور اصرار پر ایک اور دعوتی پروگرام جامع مسجد میں ۲۵ تاریخ کے لئے طے ہوا۔ حلقے کے زیر اہتمام مرکزی دعوتی اجتماع مورخہ ۱۷ فروری ۲۰۰۱ء بروز ہفتہ ابوبکر صدیق مسجد رسالپور کینٹ میں بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ قاضی فضل حکیم نے اردو زبان میں بندگیٔ رب کا صحیح تصور سامنے رکھا۔ پروگرام کے اختتام پر باہمی گفت و شنید میں طے ہوا کہ اس مسجد میں ہفتہ وار مستقل درس قرآن ہوگا' جو الحمد للہ تا حال جاری ہے۔

اسرہ پنج پیر کے زیر اہتمام ماہانہ دعوتی اجتماع مورخہ ۲۲ فروری ۲۰۰۱ء بروز جمعرات تاجو خیل مسجد موضع صوابی میں منعقد ہوا۔ نماز عصر کے بعد نقیب اسرہ پنج پیر جان اصغر نے تعارفی بیان کیا اور نماز مغرب کے بعد کے پروگرام کے لئے لوگوں کو دعوت دی۔ اس میں قاضی فضل حکیم نے تقریباً ۱۸۰ افراد کے سامنے پشتو زبان میں عبادت رب اور تنظیم اسلامی کا انقلابی پروگرام رکھا' جسے سامعین نے غور سے سنا اور جلد از جلد مزید پروگرام مذکورہ علاقے میں منعقد کرانے کے لئے دعوت دی' جس کو نقیب اسرہ جان اصغر نے نوٹ کر لیا اور وہ آئندہ کے لئے پروگرام مرتب کر رہے ہیں۔

حلقے کے زیر اہتمام ایک مرکزی دعوتی پروگرام مورخہ ۲۳ فروری ۲۰۰۱ء بروز جمعۃ المبارک سہ پہر تین بجے دفتر حلقہ واقع نوشہرہ میں منعقد ہوا۔ اس میں ۱۵ اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات کے سامنے امیر محترم کا ویڈیو ''انسان کا اعلیٰ ترین نصب العین'' دکھایا گیا۔ بعد میں افہام و تفہیم اور سوال و جواب کی مفصل نشست رہی۔ حلقے کے زیر اہتمام مرکزی دعوتی اجتماع مورخہ ۲۴ فروری ۲۰۰۱ء بروز ہفتہ ملکانانوں مسجد خشکلے چارسدہ میں منعقد ہوا۔ چارسدہ ایک انقلابی سرزمین ہے۔ قاضی فضل حکیم اور ڈاکٹر حافظ مقصود نے بالترتیب عبادت رب اور مطالبات دین کا قرآنی تصور بورڈ کے ذریعے لوگوں کے سامنے رکھا۔ اختتام پر سنجیدہ اور مفصل سوال و جواب ہوئے۔ چارسدہ میں پروگرام کا سہرا دیرینہ ساتھی ماسٹر مجید اللہ صاحب کے سر ہے۔

ماہ فروری کا آخری مرکزی دعوتی اجتماع مورخہ ۲۵ فروری ۲۰۰۱ء بروز اتوار جامع مسجد نورمن خیل مردان میں منعقد ہوا۔ اس میں نماز مغرب کے بعد ڈاکٹر حافظ مقصود صاحب نے ''کلمہ شہادت کے عملی تقاضے'' سامعین کے سامنے رکھے۔ اختتام پر نماز عشاء تک افہام و تفہیم کا سلسلہ جاری رہا۔ نماز عشاء کے بعد قاضی فضل حکیم نے ''منہج انقلاب نبویؐ'' پر مفصل خطاب کیا۔

(رپورٹ: شیر قادر)

تنظیم اسلامی پشاور کا ماہانہ دعوتی پروگرام

الحمد للہ تنظیم اسلامی پشاور کے تنظیمی اور دعوتی پروگراموں میں ایک حد تک باقاعدگی پیدا ہونے لگی ہے۔ ماہ فروری ۲۰۰۱ء کے لئے تنظیم کا دعوتی پروگرام موضع ثمر باغ میں طے تھا۔ اس پروگرام کے انعقاد کی ذمہ داری میجر (ر) فتح محمد صاحب نے ملتزم رفیق غلام مقصود صاحب کے ذمہ لگائی تھی' اس لئے کہ وہ اسی گاؤں کے رہائشی تھے۔ چنانچہ انہوں نے پروگرام سے ایک روز پہلے اس پروگرام کو ترتیب دینے کے لئے گاؤں کا دورہ کیا اور وہاں پر متعلقہ احباب اور رشتہ داروں سے مل کر پروگرام کو حتمی شکل دی۔

اگلے روز سولہ رفقاء پر مشتمل قافلہ میجر (ر) فتح محمد صاحب کی سربراہی میں روانہ ہوا' مقررہ وقت سے کچھ دیر قبل طے شدہ جگہ پر پہنچ گیا۔ یہاں پر غلام مقصود صاحب کے بڑے بھائی جناب محمد ایوب صاحب نے بڑی محنت صرف کر کے اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کی ایک اچھی خاصی تعداد اپنے حجرے میں اکٹھی کر رکھی تھی جن میں اکثریت پڑھے لکھے نوجوانوں کی تھی۔ مغرب کی نماز اسی جگہ پر ادا کرنے کے بعد وارث خان صاحب نے فرائض دینی کے جامع تصور پر انتہائی جامع اور فکر انگیز خطاب کیا' جسے پچاس افراد نے نہایت توجہ اور سکون سے سنا اور تعریف کی اور آئندہ کے لئے اس طرح کے پروگرام منعقد کرنے کی پر زور فرمائش کی۔ شرکاء میں ندائے خلافت کے شمارے اور تنظیم اسلامی کا پیغام' نظام خلافت کا قیام والا ہینڈ بل تقسیم کیا گیا۔ پروگرام کے اختتام پر شرکاء کی تواضع چائے اور دیگر لوازمات سے کی گئی اور یوں یہ بھرپور دعوتی پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب کردہ: خورشید انجم)

دعائے صحت کی اپیل

رفقائے تنظیم محمد بن عبدالرشید رحمانی / فیاض عبدالرشید رحمانی (جدہ) کی والدہ ماجدہ سخت علیل اور تشویش ناک حالت میں ہیں۔ قارئین کرام سے دعائے صحت کی استدعا ہے۔

☆☆☆

صغیر احمد معتمد تنظیم اسلامی لاہور کی والدہ ماجدہ سخت علیل ہیں۔ ان کی حالت بھی تشویشناک ہے۔ قارئین کرام سے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

The report says: "Haqqania, which imparted education to several senior members of the Taliban movement, has become a centre for pan-Islamic religious orthodoxy...The seminary is also the place from where he issues calls for jihad against America and all the "anti-Islamic forces" across the world, including India." One of the specialties of the English press is its power to depicting religious groups as terrorists gangs required to be outlawed immediately.

In the same report, the Friday Times reports: "Inside the grand Shariah Hall - Aiwan-e-Shariat - participants sat round a huge rectangular table. Overhead, banners with jehadi rhetoric were strung up, depicting a mood that has become typical of such gatherings.

Below the banners with fiery slogans, a glance across the table made a list of who's who in the clerical and jihadi circles of Pakistan." Mr. Rashed Rahman described the Taleban government as mediaeval, based on oppression and dictatorship, and that women have borne the brunt of Taleban's reactionary and backward worldview in his column "Sanctions on Afghanistan" in The News on 26th January 2001.

All these signs are the direct consequences of Western propaganda and pressure on the Muslim rulers around the world. They have put the Muslim world in confusion over how much freedom to grant Islamic expression and Islamic political parties. In Turkey, the secular military pressured Mr. Erbakan, who heads an Islamist party, to crack down on displays of Islam, and finally forced his resignation. Many other nations, including Algeria, Tunisia and Egypt, ban some Islamic parties outright. Such bans have ended up creating repressive police states in the name of preventing them. They have radicalized Islamic movements that might otherwise play a very constructive role in the development of these nations.

The government's recent rackdowns on religious groups and parties is just an addition to other efforts underway in other Muslim countries to suppress Islamic movements. In 1995 Egypt arrested the most charismatic leaders of the Muslim Brotherhood, a popular, relatively moderate group that condemns violence. The Tunisian Government has arrested thousands of members and sympathizers of Nahdha, an Islamic party that behaved democratically.

Pakistan is of course on the way to become another Algeria. The question, however, is: who's fault is it any way? Like most political groups, Islamic organizations do not disappear when they are banned. They simply look for ways to express their grievances and have a say in the affairs of their country. It is not possible to sideline a majority by declaring them terrorists and fundamentalists.

When we look at Pakistan's grave social, political and economic problems, including violent crime, the seculars should find out how much religion or religious parties are responsible for it, and also heed the findings in the professional literature of the social sciences on the positive consequences that flow from the practice of religion.

For example, religious belief and practice contribute substantially to the formation of personal moral criteria and sound moral judgment. The available evidence clearly demonstrates that regular religious practice is both an individual and social good.

Pamela Constable reported in the Washington Times (June 22, 2000; page A19) that Pakistan's "westernized elite has long repeated the comforting mantra that conservative Islamic groups cannot command more than a fraction of the popular vote, such groups have gained wide informal sway among the uneducated, marginalized majority of poor and lower-income Pakistanis." To the contrary the situation has completely changed. The most skilled and educated people are now part of the Islamic organizations and parties in the country. **It is naïve to assume that all those who are part of the religious parties are emotional people, ignorant of the realities around them.**

It is wrong to assume like Pamela Constable that power of the religious leaders "is based on religious emotion; the ability to draw excited Muslim masses into the streets." Such misconceptions have led to the crisis in Algeria and the same would lead us into the same quagmire. Let it be clear to every one that there are no versions like moderate, liberal and fundamentalist Islam. The religious groups are not a threat to the government but sidelining them from the core issues related to Pakistan is definitely a step towards segregating religious groups from taking part in the national affairs.

We must keep in mind that our problem is not religion; it is poverty and illiteracy and political intolerance. In 53 years, we could not promote democratic culture in Pakistan. Our leaders have been dictatorial, our behaviour has been violent, our people have not learned to settle disputes peacefully and respect each others' rights. Efforts of the English press to put responsibility of all this on the shoulders of Islam and those associated with its promotion is unfair and this is what must change.

Islamophobia in the Pakistani Press

Abid Ullah Jan

What is Islamophobia? The answer is given in Professor Edward Said's book 'Covering Islam' and is best summarized as 'the portrayal of Islam in the popular media and literature, as confrontational, contradictory, crude, deceptive, exaggerated, hostile, hypocritical, ideological (not factual), lacking, one-sided, racist, deliberate, selective, sensationalist, standardized, skewed and vulgar. The portrayal is peppered with caricatures, clichés, lies, misrepresentations, stereotypes, amazing levels of ignorance and demonisation.'

A careful reading of the publications like The Friday Times, the Jang/News international, etc clearly reveals that there has been a significant change in tone. The Western propaganda has made Islam a problem for us. Our press has become very critical and derogatory to religious parties, the Taliban, and traditionally religious minded communities. English press in this regard is on the forefront of propaganda against religious parties and institutions. One simply appalls by the articles and editorials in which the English press describes the non-issue "Talibanisation of Pakistan" or Taliban government as mediaeval, based on oppression and dictatorship, and that women have borne the brunt of Taliban's reactionary and backward world view.

But is the pot calling the kettle black? What about Pakistan's record on oppression, dictatorship, backwardness and treatment of its women? One cannot help but feel that secular writers are merely parroting misleading American propaganda about Islam under the cover of the Taliban, who have become the scapegoats in the American war on Islam. Why not compare the Taliban government's record with that of Pakistani dictators, corrupt civilian rulers, feudal landlords and industrialists or that of other unaccountable, brutal and corrupt western-backed client regimes. Are Taliban rulers looting their country like Pakistani rulers? Unlike the Chaudries, Bhuttos and Mian brothers, etc Taliban leaders have not misused state power for personal enrichment and they are indistinguishable in their diet, clothing and living from ordinary Afghans. If their corrupt leaders are caught, are they sent into exile to Saud's Arabia 'in the best interest of the nation'?

The fact is there is no corruption under Taliban rule. Maybe that comes as a shock to a Pakistani journalists accustomed to astronomical looting by their own countrymen and political leaders. Maybe the Taliban are perceived as backwards because they do not conform to the prevalent modern worldview of bent and corrupt politics, slavishly serving foreign masters sitting in Washington, London, Paris and Rome. The Taliban government is perceived 'mediaeval' and not broad-based because it does not include homosexuals and secular liberals ready to sell their own mothers and countrymen to Uncle $am for fistful of dollars. The English press claims that the Taliban is supporting fundamentalist movements abroad. By that perverse logic Pakistan is supporting a fundamentalist movement in Kashmir! If other nations can intervene without sound legal basis in conflicts in other states where Muslims are being persecuted as in Kosova, why should the Taliban government be the exception in not intervening on humanitarian and moral grounds? **But are we seriously to believe that the Taliban government has the financial resources to intervene in other states? It is America, Israel, Iran, France, Uzbekistan, Tajikistan, India and Russia who are interfering in Afghan internal affairs.** And in fact the greatest crime of recent times has been the support for the extremist and racist Zionist bandit state in the heartland of the Muslim world. Zionists and their supporters are the true practitioners of medievalism - not the Taliban. After all, Zionism is rooted in the mediaeval Crusades i.e. the brutal occupation of Palestine. In any case, as one writer to 'The News' wrote recently, the European 'mediaeval' age of darkness and ignorance was the Golden Age of Islam.

The coded message for what the secular establishment are advocating is: "Pakistan is in for an Algeria-like situation where religious parties grew into a monster and the liberals had to resort to brute force to deal with them." The Friday Times report about religious parties conference in Akora Khattak is an evidence of how the secular writers promote their bigoted views.

A Young Boy from Canada writes:

Dearest Dr. Israr Sahib,

I am a student at the University of Toronto in Canada. I have been out of Pakistan ever since I was 12 years of age, for sometime in Kuwait and then here in Canada to finish my Computer Science degree. I am 21 years of age and have a passion for leaning history, philosophy and politics with a keen interest regarding our Islamic heritage.

I have researched a lot of sources of information and inspiration regarding Islam and Pakistan- both secular and religious, but there was always something missing. From the almost sect like interpretations of the Jamat-e-Islami, to the narrow mindedness of the various deobandis, barelvis, wahabis, proponents of secularism among worldwide and in the Pakistani bureaucratic circles, the "great" mohajir movement, an equally pathetic sindhi, balochi, pushtun and saraiki independent views on as the say "the hollow" creation of Pakistan, sayings of our "patriotic" brethren in Bangladesh and India who view the philosophy of Pakistan as nothing more than a mistake made in haste and not as a result of over 100 years of Muslim intellectual thought and efforts, which reached a climax with over 2 million Muslims laying down their lives at the time of the partition to pave the way for all these various "groups" of people to raise fingers of hatred at their very own motherland. The state of affairs is saddening, disturbing and at best unacceptable to any decent Pakistani. I am a great admirer of your intellectual, political and religious views and believe that if only our country was to adopt some of your views which you have been propagating for so many years now (mashallah)- we would have been a different people altogether.

My reason for writing this email to you is based on this feeling I have been having for the last year or so. For a year now, I have felt that you are mentioning again and again how even after so many years of effort at mobilizing public opinion in favour of Islamic way of life in our country, the general masses are unwilling to adopt your views and act in light of your warnings-and make all efforts possible to save Pakistan through the introduction of Islam and restore our pride in the comity of nations. I feel your sorrow, your sadness and your grief at the way the nation of Pakistan has reacted to your constant warnings. There is a storm coming; you can see it and are warning your beloved people, yet they won't listen. I am extremely saddened at this prospect. Dr. Sahib, I want to convey to you that my family and I pray dearly for your health and that may Allah give you the strength to keep on going with your wonderful work which I am sure would melt the hearts of those who listen with a conscience. Our people have a way of complaining about everything in the world but doing next to nothing about things that matter. I wanted to share your grief and the sense of helplessness that you feel at being unable to turn the sails of the people and the country in the right direction. Dr. Sahib, you are a great great person among the leaders of the contempory Muslim revivalist movements. I wish you all the best in your work and I hope that someday in our lives, better sense would prevail in the minds of our masses to act to save Pakistan from the clutches of the Ceasar like Bhuttos, Sharifs and the recent Musharraf who needs an ethics course on Islam before he makes another speech making his ignorant views known.

I was a little nervous about writing this message to you as the reason was purely to express sympathy with you in these turbulent times for our Pakistan and the condition of Muslims worldwide. **I promise you that I will not be among the ones who listen and don't act, its the same as not knowing in the first place- You can feel happier that at least you are making a great impact with the youth, who are ever so concerned about Pakistan and its future.** May Allah give you a long life, health and strength to keep at your work at motivating people, and that God willing one day the whole of Pakistan, Bangladesh, Afghanistan, Iran and Muslims of India would realize their duties and act on them to strengthen themselves against the onslaught of western hatred against Islam.

Yours Sincerely,
Yousuf Qureshi
Toronto, Canada

☆ نظام خلافت کیا ہے؟
☆ یہ کن بنیادوں پر قائم ہوگا؟
☆ عہد حاضر میں نظام خلافت کا دستوری' قانونی' معاشرتی اور معاشی ڈھانچہ کیا ہوگا؟
☆ اس کے قیام کے لئے سیرت نبویؐ سے ماخوذ طریق کار کون سا ہے؟
ان تمام سوالات کے جامع' واضح اور مدلل جوابات پر مشتمل ایک بیش قیمت علمی دستاویز

"خطباتِ خلافت"

امیر تنظیم اسلامی وداعی تحریک خلافت پاکستان
ڈاکٹر اسرار احمد کے چار خطبات کا مجموعہ
سفید کاغذ' عمدہ طباعت' صفحات ۲۱۲' قیمت (اشاعت عام): ۴۵ روپے
ملنے کا پتہ: مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن' لاہور

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

Vol : 10 Regd. CPLNo. 127 No. 14
WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

افہام و تفہیم

☆ پرویز مشرف کسی بیرونی دباؤ کی وجہ سے نفاذِ شریعت نہیں کر رہے یا ذاتی کردار کی وجہ سے؟

☆ کیا معذور یا ضعیف شخص اپنی جمع پونجی بینک میں رکھ کر سود سے گزارا کر سکتا ہے؟ ☆ قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا افضل ہے یا حفظ کرنا؟

☆ کیا انسان عبادت کے مدارج طے کر کے فرشتوں کی صف میں شامل ہو سکتا ہے؟ ☆ قیامت کے دن کونسے بچے والدین کی سفارش کریں گے؟

قرآن آڈیٹوریم میں ہفتہ وار درسِ قرآن کے بعد امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد سے سوال وجواب کی نشست

س: پاکستان کے چیف ایگزیکٹو کسی بیرونی دباؤ کی وجہ سے شریعت نافذ نہیں کر رہے یا ذاتی کردار کی وجہ سے؟

ج: اس بارے میں ہم جو کچھ کہہ سکتے ہیں وہ اندازے کی بات ہی ہے۔ چونکہ پرویز مشرف کا اپنا مزاج مذہبی معلوم نہیں ہوتا۔ ان کی تعلیم و تربیت' مشاغل' نشست و برخاست اور دلچسپیوں کو مذہب سے سرے سے کوئی سروکار ہی نہیں۔ پرویز مشرف صاحب تو جیسے برطانوی تربیت یافتہ افسر ہوا کرتے تھے ویسے ہی افسر ہیں۔ وہ بنیاد پرست ہیں نہ ان کے سرپرست مذہبی ہیں' آپ کو معلوم ہے انہوں نے تو شروع میں ہی اپنی تصویریں بھی دو کتوں کو گود میں لے کر شائع کروائی تھیں۔ اس حوالے سے یہ واضح ہے کہ انہوں نے اپنی شخصیت پر کبھی خواہ مخواہ کوئی خول نہیں چڑھایا کہ جس کی وجہ سے دھوکا دینا مقصود ہو۔ وہ جو کچھ ہیں وہی ظاہر کرتے ہیں' انہوں نے اپنے اوپر کوئی مصنوعی مذہبی لبادہ نہیں ڈالا ہوا۔

اس میں یہ عنصر بھی شامل ہو سکتا ہے کہ دنیا کو بھی یقیناً پسند نہیں ہے کہ اسلام نافذ کیا جائے۔ میرے نزدیک سب سے بڑی رکاوٹ تو ہم خود ہیں۔ **اعمالکم عمالکم** کے مصداق جیسے کسی ملک کے افراد ہوتے ہیں ویسے ہی ان پر حکمران آ جایا کرتے ہیں۔ اس لئے ہم میں سے ہر شخص کو اپنی جگہ سوچنا چاہئے کہ میں کیا ہوں۔ اپنے گھر اور اپنی زندگی میں شریعت نافذ کر لی ہے؟ پھر واقعتاً کیا ہم کسی جماعت کے ساتھ منسلک ہو کر اپنی صلاحیت' وقت اور دیگر وسائل و ذرائع انقلاب کے لئے صرف کر رہے ہیں؟ اگر کر رہے ہیں تو بہت اچھا' نہیں کر رہے تو پہلے قصور میرا اور آپ ہی کا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے قصور کی تلافی کریں تو پھر ان شاء اللہ' اللہ تعالیٰ بھی نفاذ اسلام کے راستے نکال دے گا۔

س: پرویز مشرف اسلام نافذ نہیں کرتے تو کیا انہیں کافر' فاسق اور ظالم کہا جا سکتا ہے؟

ج: آپ کسی ایک شخص پر فتویٰ نہ لگایئے۔ اس معانی میں تو ہم سب کافر اور فاسق ہیں کہ ایک ایسے نظام میں رہ رہے ہیں جو اسلام کا نظام نہیں ہے۔ اس میں ظاہر بات ہے ہر شخص کی ذمہ داری اس کی اپنی حیثیت کے اعتبار سے ہے۔ اگر کوئی ایک عام دیہاتی ہے تو ذمہ داری سے فارغ وہ بھی نہیں۔ لیکن اس کی ذمہ داری کچھ اور ہو گی اور مشرف صاحب کی ذمہ داری کچھ اور۔ میں سمجھتا ہوں اس سے سوگنا ذمہ داری نواز شریف کی تھی جس نے دو تین مرتبہ تو مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں اسلام نافذ کام کروں گا لیکن پھر اس نے وعدہ خلافی کی۔

ملک میں جاری باطل نظام کو ہم یہی کہیں گے کہ یہ نظام کافرانہ ہے اور ایک اعتبار سے ہم بھی اس کا جزو ہیں اور گویا کہ ہماری زندگی کفر میں گزر رہی ہے۔ لیکن ہم کسی فرد کو کافر' منافق یا ظالم نہیں کہہ سکتے' مسلمان ہے تو اسے مسلمان ماننا پڑے گا۔

✪ **س**: قیامت کے دن چھوٹے بچے والدین کی سفارش کریں گے؟ یہ کون سے بچے ہوں گے؟

ج: یہ وہ بچے ہوں گے جو بالکل بچپن میں فوت ہو جاتے ہیں' چونکہ آپ نے انہیں پالا ہوتا ہے' ماں نے اسے نو ماہ پیٹ میں رکھا ہوتا ہے اور وہ اپنا خون جگر پلاتی ہے اور اس بچے کی ولادت کی سختیاں جھیلتی ہے۔ اسی طرح وہ بچہ جتنے دن بھی زندہ رہا اس کا باپ بھی اس بچے کی خدمت کرتا رہا۔ یا اس کی ماں کی بھی خدمت کرتا رہا اور ان کی ضروریات کی دیکھ بھال کرتا رہا۔ اس اعتبار اس فوت شدہ بچے کے اوپر گویا والدین کا حق قائم ہو گیا کہ وہ اللہ کے ہاں اپنے والدین کے لئے سفارش کریں۔

✪ **س**: کیا انسان بھی عبادت کرتے ہوئے فرشتوں میں شامل ہو سکتا ہے جیسا کہ ابلیس ہو گیا تھا؟۔

ج: ایک رائے ہے کہ انسان بھی عبادت کرتے ہوئے فرشتوں میں شامل ہو سکتا ہے لیکن یہ زندگی میں نہیں بلکہ فوت ہونے کے بعد۔ شاہ ولی اللہ نے یہ بات کہی ہے کہ اللہ کے بہت مخلص اور محبوب بندوں یعنی اولیاءُ اللہ کے انتقال کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی ارواح کو ملائکہ کے طبقہ اسفل میں شامل کر لیتا ہے لہٰذا جیسے اللہ کے فرشتے الٰہیہ کی تنفیذ میں لگے ہوئے ہیں ایسے ہی ان نیک لوگوں کی ارواح بھی ان کے ساتھ شامل ہو جاتی ہیں۔ (واللہ اعلم)

✪ **س**: ایک عالم دین نے بتایا کہ قرآن کریم کو حفظ کرنا نفل عبادت ہے جبکہ اس کا سمجھنا زیادہ افضل ہے۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

ج: اس عالم دین نے یہ بات صحیح کہی ہے کیونکہ اصل شے تو قرآن مجید کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہے۔ حفظ قرآن ایک اضافی نفل شے ہے۔ البتہ حضور ﷺ کے زمانے میں حافظ وہ کہلاتا تھا جس کے حافظے میں قرآن کریم اور اس کے دل میں قرآن کا عمل محفوظ ہوتا۔ آج کل حفاظ کو قرآن مجید کے صرف الفاظ یاد ہوتے ہیں' وہ اسکا مفہوم نہیں جانتے۔ ایک زمانے میں اس کی بھی بہت اہمیت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حفظ کو قرآن مجید کی حفاظت کا ذریعہ بنایا' کیونکہ اُس وقت چھاپے خانے اور آڈیو' ویڈیوز نہیں تھے۔ اس لحاظ سے حفظ کی پہلے جو اہمیت تھی اب وہ نہیں رہی' البتہ آدمی جتنا زیادہ یاد کرتا ہے اتنی ہی اس کے پاس دولت اور خزانہ ہے۔

س: کیا کوئی بوڑھا معذور شخص جو کاروبار نہیں کر سکتا اپنی رقم بنک میں رکھ کر سود سے گزر اوقات کر سکتا ہے؟

ج: حرام شے حرام ہی رہے گی۔ حرام صرف اس صورت میں حلال ہوتا ہے جب جان پر بن جائے اور جان کے ضیاع کا اندیشہ ہو تو سود بھی کھایا جا سکتا ہے۔ اس درجے میں اگر اضطرار کی کیفیت ہے تو دوسرا معاملہ ہے اور ایسے شخص کا عذر اللہ کے ہاں قبول ہو گا' لیکن اسے ایک مستقل ذریعہ بنا لینا جائز نہیں ہے۔ آپ مضاربت پہ رقم دیجئے۔ اگر خدانخواستہ آپ کی رقم ڈوب جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کی کفالت کے لئے کوئی اور ذریعہ پیدا کر دے گا۔

(مرتب : انور کمال میو)